

# قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت کی بیس دلیلیں

اور

قبروں پر صاحب دوحجرے تعمیر کرنے کا حکم

تالیف:

فضیلۃ الشیخ ماجد بن سلیمان الرسی

الترجمة الأردنية لكتاب:

عشرون دليلاً في النهي عن الصلاة عند القبور

وبيان حكم بناء المساجد والغرف عليها

لفضيلة الشيخ ماجد بن سليمان الرسي / حفظه الله

## تفصیلات کتاب

- \* کتاب : قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت کی بیس دلیلیں  
اور قبروں پر صاحب و حجبے تعمیر کرنے کا حکم
- \* تالیف : فضیلۃ الشیخ: ماجد بن سلیمان الرسی
- \* ترجمہ : شیخ فضل الرحمن ندوی
- \* سن اشاعت : 2021-1442
- \* صفحات : 118
- \* ایمیل (ترجمہ کمیٹی) : [Ghiras4Translation@gmail.com](mailto:Ghiras4Translation@gmail.com)
- \* موبائل (ترجمہ کمیٹی) : 00966538944845

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

## مقدمہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے جنات و انسان کو ایک عظیم مقصد کے تحت پیدا کیا ہے اور وہ مقصد عظیم یہ ہے کہ جن و انس صرف ایک اللہ پاک کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”و ما خلقت الجن والانس إلا ليعبدون“ (سورۃ الذاریات / 56) (ترجمہ: میں نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔) عبادت میں ہر وہ چیز شامل ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی و خوش ہوتا ہے اور اسے پسند کرتا ہے، چاہے وہ اقوال کی صورت میں ہو یا ظاہر و باطنی اعمال کی شکل میں ہو۔

”چنانچہ نماز، زکاۃ، روزہ، حج، صدق گوئی، امانت کی ادائیگی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، صلہ رحمی، وفائے عہد و پیمان، امر بالمعروف و نہی عن المنکر (اچھی بات کا حکم دینا اور برائی کے کاموں سے روکنا) کفار و منافقین سے جہاد، پڑوسی، یتیم، مسکین، مسافر اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ اور تعاون، جانوروں پر رحم، دعا، ذکر، تلاوت اور اس قبیل کی دیگر عبادتیں۔

اسی طرح اللہ پاک اور اس کے رسول سے محبت، اللہ کا خوف و خشیت اور اس سے لو لگانا، دین کو اللہ کے لئے حلال کرنا، اللہ کے حکم کی تعمیل میں صبر کا مظاہرہ، اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر، اللہ کے فیصلے سے راضی ہونا، اللہ پر بھروسہ، اس کی رحمت کی امید، اس کے عذاب کا خوف اور اس قبیل کے دیگر باطنی

اعمال بھی اللہ کی عبادت کے زمرے میں آتے ہیں۔“<sup>1</sup>

اللہ کی عبادت کی ضد شرک ہے جس کا ارتکاب اللہ کی عبادت میں کیا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی انسان عبادت میں کسی کو اللہ کا شریک بنا لیتا ہے اور جس طرح اللہ کی عبادت کی جاتی ہے اسی طرح اس غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے، اس سے اس طرح خوف کھاتا ہے جیسے اللہ سے خوف کھاتا ہے، کسی عبادت کے ذریعہ اس کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جیسے کہ اللہ کا تقرب حاصل کرتا ہے، مثلاً اس غیر اللہ کے لئے نماز پڑھنا، حبانور ذبح کرنا، نذر ماننا اور اس قبیل کے دیگر اعمال کو انجام دینا۔

بندوں پر یہ اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم ہے کہ اس نے ان تمام چور دروازوں کو بھی بند کر دیا ہے جو بذات خود شرک نہیں ہیں لیکن شرک تک پہنچانے والے ہیں تاکہ انسان دین کے معاملے میں ہلاکت سے ہمکنار کرنے والے ان اسباب سے چوکننا بھی رہے اور اس سے دور بھی رہے۔ ان اسباب ہلاکت میں سے ایک قبروں کے پاس نماز پڑھنا ہے جس کی اسلامی شریعت میں ممانعت کی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہت سی احادیث میں اس عمل سے منع فرمایا ہے۔ ان احادیث کا بیان اس رسالہ میں ان شاء اللہ آگے آئے گا۔ اس ممانعت کی علت یہ ہے کہ قبر کے پاس نماز پڑھنے والا جب اس عمل کو انجام دیتا ہے تو شیطان اس کے لئے اس نماز کو

---

1 ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مجموع الفتاویٰ (10/149-150) سے معمولی حذف و اضافہ کے ساتھ منقول۔

اس طرح مزین کر کے پیش کرتا ہے جیسے کہ اس نے اس میت کے لئے نماز پڑھی ہو، اسے سجدہ کیا ہو، اس سے دعا مانگی ہو اور اس کی طرف متوجہ ہوا، حناص طور پر اس نمازی کے لئے جس نے سختی و پریشانی کی حالت میں قبر کے پاس نماز ادا کی ہو۔ جو اس کیفیت میں مبتلا ہوا وہ اللہ کی عبادت کے اندر شرک میں مبتلا ہو گیا، اس کی وجہ سے انان ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم کا مستحق بن جاتا ہے۔

اس مختصر رسالہ میں میں نے کوشش کی ہے کہ اس موضوع پر اہل سنت کی کتابوں میں جو مسائل متفرق طور پر بیان ہوئے ہیں ان میں سے چند اہم مسائل کو یہاں جمع کر دوں اور اس کے ذریعہ خود کو اور اپنے دینی بھائیوں کو فائدہ پہنچاؤں۔ چنانچہ میں نے اس رسالہ میں قبر کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت سے متعلق شرعی دلائل کو بیان کیا ہے۔ پھر اس ممانعت کے تعلق سے چاروں مالک کے علماء کے اقوال کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے نقل کیا ہے، اس کے بعد قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت کی علت کی وضاحت کی ہے۔ اس رسالہ کا ایک حصہ قبروں پر صاحب تعمیر کرنے کے حکم کو واضح کرنے کے لئے حناص کیا گیا ہے اور یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ قبروں پر تعمیر صاحب کی حرمت چاروں مالک کے علماء کے نزدیک مخصوص طور پر ثابت ہے، پھر اس مسئلہ میں تمام علماء کے اتفاق و اجماع کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک فصل کے تحت قبروں پر حجرے اور رہائش گاہوں وغیرہ تعمیر کرنے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کے وہ اس رسالہ کو تحریر کرنے والے اور پڑھنے والے سب کے لئے باعث نفع بنادے، ہمیں اور تمام مسلمانوں کو علم نافع کو حاصل کرنے اور سنت نبوی کی اتباع کرنے کی توفیق دے جیسا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے پسند کیا ہے۔ اور ہم سب کو عبادات میں بدعات اور نئے امور کو شامل کرنے سے بچنے کی توفیق دے تاکہ ہم سب کی عبادتیں اللہ پاک کے یہاں شرف قبولیت حاصل کریں اور قیامت کے دن بھی ہمارے لئے نفع بخش ثابت ہوں۔

واللہ أعلم وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا

بقلم:

ماجد بن سليمان الراسي

20، جمادى الآخرة

1434ھ

majed.alrassi@gmail.com

## فصل

### مسجد کا معنی و مفہوم

لفظ مسجد کا استعمال دو معانی کے لئے ہوتا ہے، ایک عام اور دوسرا خاص۔ مسجد کے عام معنی سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں پر نماز ادا کرنا درست ہے، چاہے وہ ہموار نرم زمین ہو یا کسکریلی پتھریلی غیر مسطح زمین ہو، چاہے وہ کوئی عمارت ہو یا چھت کے بغیر کھلی فضا میں ہو۔ اس مفہوم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: ”جعلت لی الأرض مسجداً وطهوراً“<sup>1</sup> (میرے لئے روئے زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔) اس حدیث میں طہوراً سے مراد وہ چیز ہے جس سے تیمم کے ذریعہ پاکی حاصل کرنا درست ہو۔

لفظ مسجد خاص معنی کے اعتبار سے وہ عمارت ہے جو نماز کی ادائیگی کے لئے تعمیر کی جاتی ہے۔ یہ لفظ اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں استعمال ہوا ہے: ”إنما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ و الیوم الآخر و أقام الصلاة و آتی الزکاة و لم یخش إلا اللہ“<sup>2</sup> (ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کی رونق و آبادی تو ان کے حصے میں ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، نمازوں کے پابند ہوں، زکاة دیتے ہوں، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔)

### قبروں کو سجدہ گاہیں بنالینے کا مطلب

قبروں کو سجدہ گاہیں بنالینے میں دو چیزیں شامل ہیں: ایک یہ کہ قبروں

1 صحیح بخاری (335) صحیح مسلم (521) یہ روایت حباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

2 سورة التوبہ: 18

کے اوپر باقاعدہ مسجدیں بنائی جائیں۔ دوسرے یہ کہ کسی تعمیر شدہ عمارت کے بغیر قبروں کے پاس نماز پڑھی جائے۔<sup>1</sup>

## قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لینے والوں کا قبروں کے ساتھ رویہ

قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لینے والوں کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: یہ لوگ یا تو نماز اور سجدوں کے ذریعہ بذات خود قبر کی عبادت کرتے ہیں، جس طرح بتوں کے پجاری اپنے بتوں کے سامنے ان عبادتوں کو انجام دیتے ہیں۔ یہ سراسر کفر ہے۔ اس کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

دوسری حالت: یا پھر یہ لوگ اس اعتقاد کے ساتھ قبر کے پہلو میں نماز پڑھتے ہیں کہ قبر کے پاس پڑھی جانے والی نماز کو اس نماز کی بہ نسبت خصوصیت و فضیلت حاصل ہے جو قبر کے آس پاس ادا نہیں کی گئی ہے، حالانکہ ان لوگوں کا مقصود اللہ ہی کے لئے نماز پڑھنا ہوتا ہے۔ احادیث نبوی میں قبروں کے آس پاس پڑھی جانے والی ان ہی نمازوں کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ اس کی تفصیل ان شاء اللہ عنقریب آئے گی۔

1 یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول ہے، دیکھئے مجموع الفتاویٰ (27/160)



## فصل

### قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت کی علت کا بیان

اسلامی شریعت میں قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے، چاہے قبر مسجد کی عمارت کے نیچے ہو یا صحراء و بیابان میں ہو۔ اس ممانعت کے چھ اسباب ہیں:

پہلا سبب: عام طور قبروں کے پاس نماز پڑھنے والوں کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ قبروں کے پاس پڑھی جانے والی نماز کی اس نماز کے مقابلہ میں حناص برکت، خصوصیت اور فضیلت ہے جو کسی دوسری جگہ پڑھی جاتی ہے۔ اس اعتقاد کی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے۔ شریعت میں

صرف مسجد حرام 1، مسجد نبوی 2، مسجد اقصیٰ 3، مدینہ کی مسجد قباء 4 اور (صحیح قول کے مطابق) مدینہ کے میعات ذوالحلیفہ کے پاس وادی عقیق 5 میں پڑھی جانے والی نماز کی

1 اس کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری مسجد میں پڑھی گئی نماز مسجد حرام کے علاوہ کسی دوسری جگہ پڑھی گئی نماز سے ایک ہزار درجہ افضل ہے اور مسجد حرام میں پڑھی گئی نماز کسی دوسری جگہ پڑھی گئی نماز سے ایک لاکھ درجہ افضل ہے۔“ اس روایت کو امام ابن ماجہ (1406) اور امام احمد (343/3) نے نقل کیا ہے، روایت کے الفاظ سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ شیخ البانی اور مسند امام احمد کے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

2 اس کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو اوپر گزری، نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں پڑھی گئی نماز مسجد حرام کے علاوہ کسی دوسری جگہ پڑھی گئی نماز سے ایک ہزار درجہ بہتر ہے۔“ صحیح بخاری (1190) صحیح مسلم (1394)

3 اس کی دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صرف تین مسجد کے لئے سفر کیا جائے گا، مسجد حرام، مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد اقصیٰ۔“ صحیح بخاری (1189) صحیح مسلم (1397)

4 اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سنیچر کو سواری سے یا پیدل مسجد قباء تشریف لے جاتے تھے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ صحیح بخاری (1193) صحیح مسلم (1399) روایت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔ نیز اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد قباء میں پڑھی گئی نماز عمرہ کی طرح ہے۔ سنن ترمذی (324) سنن ابن ماجہ (1411) شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

5 اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رات میرے پاس میرے رب کا ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور کہئے کہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا۔ صحیح بخاری (1534) یہ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ =

= لہذا ایک مسلمان کے لئے وادی عقیق میں نماز ادا کرنا مسنون ہے جبکہ وہ بالقصد سفر کئے بغیر وہاں سے گزر رہا ہو۔ یہ حج یا عمرہ کے سفر کے ساتھ حنا نہیں ہے، بلکہ جب بھی سفر یا کسی اور سبب سے اس کا گزر وادی عقیق سے ہو تو اس کے لئے وہاں نماز ادا کرنا مستحب ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

افضلیت کی صراحت کی گئی ہے۔ اس بنیاد پر قبروں کے پاس نماز پڑھنا بدعات اور نئے ایجاد کردہ اعمال میں سے ہے۔ اور یہ بات معلوم و متحقق ہے کہ بدعات اہل بدعات کی طرف لوٹا دیئے جانے والے کام ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہیں، بلکہ بدعات کو انجہام دینے والا سنگین اور بھاری گناہ کو اپنے نامہ اعمال میں درج کرتا ہے، جیسا کہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وإياكم و محدثات الأمور، فإن كل محدثه بدعة و كل بدعة ضلالة“<sup>1</sup> (تم لوگ نئے کام کرنے سے بچو، اس لئے کہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔)

عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کی جو اس کا حصہ نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔“<sup>2</sup>

اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے باہر نکلتے تو شجرہ کے راستہ باہر نکلتے اور جب مدینہ میں داخل ہوتے تو معرّس کے راستہ داخل ہوتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ کے سفر پر روانہ ہوتے تو مسجد شجرہ میں نماز ادا کرتے اور مکہ سے واپس لوٹتے تو ذوالحلیفہ میں وادی کے اندر پہنچ کر نماز ادا کرتے، وہیں رات گزارتے، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ صحیح بخاری (1533) ابن رجب نے اپنی فتح الباری میں وادی عقیق میں نماز ادا کرنے کے استحباب کے تعلق سے مالک، شافعی، احمد اور ابو حنیفہ کے اقوال نقل کئے ہیں۔ دیکھئے فتح الباری (3/435-436) (کتاب الصلاة، باب المساجد التي على طريق المدينة)

ابن حجر نے فتح الباری میں اوپر نقل کی گئی عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کی شرح میں کہا ہے کہ اس حدیث سے وادی عقیق کی مدینہ حبسی فضیلت معلوم ہوتی ہے، نیز اس سے اس وادی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بھی علم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

<sup>1</sup> اس روایت کو امام ابو داؤد (4607) امام ترمذی (2676) امام ابن ماجہ (42) امام احمد (4/126-127) امام ابن حبان (1/179) وغیرہ نے نقل کیا ہے، روایت کے الفاظ ابن حبان کے نقل کردہ ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح و متواتر دیا ہے۔

<sup>2</sup> صحیح بخاری (2697) صحیح مسلم (1718)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہماری لائی ہوئی شریعت کے مطابق نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔<sup>1</sup>

شیخ مسرعی بن یوسف کرمی حنبلی<sup>2</sup> رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ بات حبان لیجیہ کہ تمام عام جگہوں کی شریعت میں اصلاً کوئی فضیلت نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی خصوصیت ہے جو اس کی فضیلت کو ثابت کرتی ہے، بلکہ وہ عام جگہوں ہی کی طرح ہے۔ ایسی عام جگہوں میں سے کسی جگہ کا قصد کرنا یا وہاں نماز، دعاء یا ذکر وغیرہ کے لئے بالقصد جمع ہونا واضح گمراہی اور شرمناک فاش غلطی ہے، اس لئے کہ یہ دین میں نئی شریعت سازی ہے اور ایک ایسی عام جگہ کو فضیلت دینا ہے جس کی شریعت میں کوئی فضیلت نہیں ہے، بلکہ یہ صرف اور صرف خواہش پرستی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایسے معبود سے تعبیر کیا ہے جس کی عبادت کی حباتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”أَفَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهًا هَوَاهُ“<sup>3</sup> (ترجمہ: کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔) اس کام میں ان مشرکین کی مشابہت پائی جاتی ہے جو چند جگہوں اور ممتامات کو صرف خواہش پرستی کی بنیاد پر فضیلت دیتے تھے۔ پھر ان جگہوں پر مجسمہ نصب ہونے کی وجہ سے بالقصد سفر کر کے وہاں جاتے تھے یا مجسمہ کے بغیر بھی وہاں کا سفر کرتے تھے۔ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کا یہ عمل انہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب عطا کرتا ہے۔<sup>4</sup>

1 صحیح مسلم (1718)

2 شیخ مسرعی بن یوسف بن ابی بکر کرمی متدسی حنبلی، محدث، فقیہ، مورخ اور ادیب تھے، متاثرہ کے اکابر علمائے حنابلہ میں سے تھے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ ان کی اہم تصانیف میں ”دلیل الطالب لنیل المطالب“ فقہ حنبلی کے فروعی مسائل سے متعلق ہے اور ”أقاویل النقات فی تأویل الأسماء والصفات“ حناص طور پر متاثر ذکر ہیں۔ انہوں نے مصر میں 1033ھ میں وفات پائی، رحمہ اللہ رحمة واسعة (بحوالہ معجم المؤلفین)

3 سورة الباشية: 23

4 شفاء الصدور فی زیارة المشاهد والقبور، ص 58-59، ناشر: مکتبہ نواز مصطفی الباز، مکہ

اسی طرح قبرستانوں میں نماز پڑھنے کی افضلیت کی بات کرنا شریعت پر بہتان تراشی ہے اور علم و جانکاری کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف عنلط بات منسوب کرنا ہے۔ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”قل إنما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها و ما بطن و الإثم و البغی بغیر الحق و أن تشرکوا باللہ ما لم یزل بہ سلطاناً و أن تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون“<sup>1</sup> (ترجمہ: آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگا دو جس کو تم جانتے نہیں۔)

دوسرا سبب: قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ قبر کے پاس نماز پڑھنے کا محرک بذات خود صاحب قبر کی تعظیم ہوتا ہے جبکہ نمازی کے ذہن و دماغ پر اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا تصور حاوی ہونا ضروری ہے۔

تیسرا سبب: قبر کے پاس نماز پڑھ کے صاحب قبر کی جو تعظیم کی جاتی ہے اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ خود صاحب قبر کے لئے عبادتوں کو انجام دینے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، پھر اس کے لئے رکوع، سجود، اس سے دعا، اس کے لئے حبانور ذبح کرنا اور اس کی قبر کا طواف سب ہونے لگتا ہے۔ اس طرح وہ نمازی کھلی بت پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے، العیاذ باللہ۔ نووی رحمہ اللہ کا قول ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور کسی دوسرے کی قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے اس وجہ سے منع فرمایا ہے کہ آپ کو یہ اندیشہ بھتا کہ سرور زمانہ کے ساتھ لوگ آپ کی تعظیم میں مبالغہ کریں گے اور اس کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے، پھر ہو سکتا ہے

کہ یہ لوگوں کو کفر تک پہنچادے جیسا کہ بہت سی قدیم اقوام کے ساتھ پیش آچکا ہے۔<sup>1</sup>

جلال الدین سیوطی شافعی<sup>2</sup> رحمہ اللہ اپنی کتاب ”الأمر بالاتباع والنہی عن الابتداع“ میں

رقطراز ہیں:

”جس علت کی وجہ سے شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اس کی وجہ سے بہت سی اقوام یا تو شرک اکبر میں مبتلا ہو گئیں یا اس سے کم تر درجہ کے شرک کا ارتکاب کر بیٹھیں۔ اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ بہت سی گمراہ قومیں نیک لوگوں کی قبروں کے پاس روتی اور گڑ گڑاتی ہیں، خشوع و خضوع کا اظہار کرتی ہیں اور تذلل و انکاری کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ یہ لوگ ان قبروں کی دل سے عبادت کرتے ہیں، ویسی عبادت وہ اللہ کے گھروں یعنی صاحب میں اور وقت سحر اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی نہیں کرتے ہیں۔ وہ لوگ ان قبروں کے پاس نماز پڑھ کے اور ان قبر والوں سے دعا مانگ کے جس طرح کی امید وابستہ کرتے ہیں ویسی امید وہ ان صاحب میں عبادت کرنے کے بعد بھی نہیں لگاتے جن کی طرف سفر کر کے جانا مشروع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پرستی کے فساد و بگاڑ کی حبڑ کاٹنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ اسی کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں مطلق طور پر نماز پڑھنے کی ممانعت فرمادی، اگرچہ نمازی نے اس خطہ اور اس جگہ کے بابرکت ہونے کا قصد نہ کیا ہو۔ آپ نے اس فساد و بگاڑ کے سدباب کے لئے ممانعت فرمائی جس کی وجہ سے بتوں

1 المنہاج بشرح صحیح مسلم بن الحجاج، شرح حدیث نمبر (529)

2 امام، حافظ، مورخ اور ادیب عبد الرحمن بن ابی بکر خضیری سیوطی نے تمام فنون میں شہرت حاصل کی۔ ان کی تقریباً چھ سو تصانیف ہیں۔ علوم و تران میں ”الإنقان فی علوم القرآن“، تفسیر میں ”الدر المنثور فی التفسیر بالماثور“، علوم حدیث میں ”الفتیۃ السیوطی فی الحدیث“ اور فن حدیث میں ”الجامع الکبیر“ اور ”الجامع الصغیر“ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ان کی وفات 911ھ میں ہوئی۔ ان کی سوانح کے لئے ملاحظہ کیجئے: شوکانی کی ”البدیع الطالع“ اور زرکلی کی ”الأعلام“

اور استھانوں کو پوجا گیا۔<sup>1</sup>

ابن تیمیہ<sup>2</sup> رحمہ اللہ کا قول ہے: قبروں کو سجدہ گاہیں بنانا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ

شرک کی ایک بنیاد ہے۔<sup>3</sup>

ان کا یہ قول بھی ہے: قبروں کے پاس نماز پڑھنا، قبروں کو سجدہ گاہیں بنانا اور

قبروں کے اوپر مسجدیں تعمیر کرنا سنگین بدعات اور شرک کے اسباب میں سے

ہے۔<sup>4</sup>

چوتھا سبب: قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے کی ممانعت اس وجہ سے بھی ہے کہ

1 سیوطی کی الأمر بالاتباع و النهی عن الابتداع، ص 138-139

2 امام، علامہ، بحر علم، فقیہ، بحاطور پر شیخ الاسلام کہے جانے کے مستحق ابو العباس تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حمرانی دمشقی ابن تیمیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ انہوں نے دین اسلام کی اس وقت تجدید کی جب اس کی اجنبیت مستحکم ہو چکی تھی، دنیا کلامی بدعات، صوفیوں کی حرافات، قبر پرستوں کی شرکیات اور اہل فلسفہ و روافض کے الحاد کی وجہ سے تاریک ہو چکی تھی۔ ایسے تاریک اور پر آشوب حالات میں انہوں نے کتاب و سنت کے منج کے مطابق صاف ستھرے اسلام کی دعوت کی تجدید کی، حق کا اعلان کیا، اہل باطل سے منظرہ کیا، اس راہ میں قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے علم کو قبولیت عطا فرمائی، ان کی تصنیفات کے انبار لگ گئے۔ ان کے بعد آنے والے علمائے سنت نے ان کی خوشہ چینی کی۔ ان کے بعض شاگرد ائمہ اسلام مترارپائے مثلاً ابن قیم، ابن کثیر، ذہبی اور ابن عبد الہادی وغیرہم۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے 728ھ میں وفات پائی۔ کچھ محققین نے ان کے سوانح نگاروں کے اقوال کو ایک نفیس و عمدہ کتاب کی شکل میں جمع کیا ہے اور اس کا نام ”الجامع لسیرة شیخ الإسلام ابن تیمیہ خلال سبعة قرون“ رکھا ہے۔ یہ کتاب شیخ بکر ابو زید رحمہ اللہ کے زیر نگرانی ترتیب دی گئی ہے اور اس کی طباعت و نشر کا کام دار عالم الفوائد، مکہ کے ذریعہ انجام پایا ہے۔ جسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے بارے میں مسزید معلومات درکار ہو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے۔

3 مجموع الفتاوی (191/27)

4 الجواب الباهر لمن سألہ من أولیاء الأمور عما أفتی بہ فی زیارة المقابر۔ نیز دیکھئے مجموع الفتاوی (27/327-328)

مباحد میں قبریں بنانا اس حقیقی حکمت کے برخلاف ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مباحد کی تعمیر کو مشروع کیا ہے۔ اور وہ حکمت یہی ہے کہ مباحد کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کا گھر بنا یا جائے جس میں کوئی بھی اللہ کے ساتھ شریک نہ ہو۔ اس کے برخلاف جب مباحد میں قبریں بنائی جاتی ہیں تو اس کی وجہ سے مباحد کے اندر اللہ اور مخلوق کے درمیان شراکت داری لازم آتی ہے، کیونکہ اس صورت میں مباحد کو اللہ اور مخلوق دونوں کا گھر بنا دیا جاتا ہے۔

پانچواں سبب: اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے مباحد کی تعمیر کو اس مقصد کے تحت مشروع کیا ہے تاکہ وہاں صرف اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کے لئے ادا کی جانے والی نماز کی تعظیم ہو۔ مباحد کی تعمیر کا مقصد مردوں کی تعظیم نہیں ہے، چاہے وہ مردے انبیاء ہوں یا علماء و صالحین ہوں یا ان کے علاوہ ہوں۔ اسی لئے قبروں کے پاس نماز یا ان مباحد میں نماز جہاں قبریں ہوں، ممنوع ہے۔ اس لئے کہ اس صورت میں نمازی کے دل میں تعظیم کا جو تصور پیدا ہوگا وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ غیر اللہ کی مشارکت بھی ہو جائے گی یعنی اس قبر والے کی جو وہاں مدفون ہے۔

چھٹا سبب: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے مباحد میں مردوں کی تدفین کو مشروع نہیں کیا ہے۔ اسلام کی آمد کے بعد ابتدا کی تین فضیلت یافتہ صدیوں میں یہ کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین عظام میں سے کسی نے بھی نہیں کیا۔ اس کی بنیاد پر مباحد میں قبریں بنانا اللہ کے دین میں ایجاد کردہ نئی بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے جیسا کہ اوپر نقل کی گئی عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں گزر چکا ہے۔



## فصل

### قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے کی ممانعت کے دلائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث میں قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے کی ممانعت وارد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کی شدت کے باوجود اس ممانعت کی تاکید فرمائی۔ پھر دوسری مرتبہ زندگی کے بالکل آخری لمحات میں بھی اس ممانعت کی تاکید فرمائی تھی۔ اس سے اس معاملہ کی اہمیت اور اس کی خطرناکی کا اندازہ ہوتا ہے، کیونکہ جہاں کئی کے عالم میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے کی ممانعت کو نہیں بھولے۔ اس سلسلہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سے زیادہ حدیثیں وارد ہیں۔ یہاں ان احادیث کو فتارین کے لئے نقل کیا جا رہا ہے۔

1- جناب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پانچ دن قبل یہ فرماتے ہوئے سنا: تم لوگ اس بات سے آگاہ رہو کہ تم سے پہلے کے لوگ انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا کرتے تھے۔ تم لوگ قبروں کو سجدہ گاہیں نہ بنا لینا، میں تم لوگوں کو اس کام سے روک رہا ہوں۔<sup>2</sup>

اس حدیث کو مقید کرنے والے (اللہ ان کو معاف کرے) نے کہا ہے کہ اسی وجہ سے صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تدفین کی۔ یہ قبرستان میں مردوں کو دفن کرنے کے ان کے معمول کے

1 حدیث میں ”نفس“ یعنی پانچ کا لفظ آیا، اس سے مراد پانچ دن یا پانچ راتیں ہیں۔

2 صحیح مسلم (532)

برخلاف بھتا، اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو نماز پڑھنے کی جگہ نہ بنالی جائے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس علت کی وضاحت کی ہے۔ اس کا بیان آگے آئے گا۔

2- عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض و فساد میں جس سے جانبہ بن ہو سکے، منہ مایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیا جائے گا تو آپ کی قبر بھی ظاہر کر دی جاتی۔<sup>1</sup>

عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول سے یہ صراحت ہوتی ہے کہ اگر صحابہ کرام کو یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیں گے اور قبر کے پاس نماز پڑھیں گے تو آپ کی قبر بھی ظاہر کر دی جاتی، یعنی آپ کو بھی قبرستان میں دفن کیا جاتا اور دیگر قبروں کی طرح آپ کی قبر بھی لوگوں کے لئے ظاہر ہوتی۔ لیکن اس اندیشہ کی وجہ سے کہ لوگ آپ کی قبر کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیں گے، تمام صحابہ کرام کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ آپ کی تدفین گھر کے اندر ہوتا کہ آپ کی قبر پر مسجد بنانے یا آپ کی قبر کے پاس نماز پڑھنے کا امکان باقی نہ رہے۔

3- عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ مایا: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیں۔ آپ نے اس ارشاد کے ذریعہ اپنی امت کے لئے اس کام کو حرام قرار دیا ہے۔<sup>2</sup>

4- عائشہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ کے

1 صحیح بخاری (1330) صحیح مسلم (529) روایت کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

2 سنن نسائی (2045) مسند احمد (6/252) شیخ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت متریب آیا تو آپ بار بار اپنی ایک اونٹنی چپادر کو اپنے چہرہ پر ڈالتے اور جب دم گھٹنے لگتا تو چپادر کو چہرہ سے ہٹا دیتے۔ اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیں۔“ آپ یہود و نصاریٰ کے اس کام سے اپنی امت کو بچنے کی تعلیم دے رہے تھے۔<sup>1</sup>

اوپر گزری ہوئی حدیث کی طرح اس حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی طرح قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے سے بچنے کی تاکید کر رہے ہیں اور اس کے لئے آپ نے لعنت کا اسلوب اختیار کیا ہے تاکہ آپ کی امت کے امراء اہل کتاب جیسا کام کرنے سے دور رہیں۔

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ آپ اس مرض کی وجہ سے دنیا سے کوچ کرنے والے ہیں تو آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کی قبر کی بھی ویسی ہی تعظیم نہ کی جائے جیسا کہ گزری ہوئی قوموں نے اپنے انبیاء کی قبروں کی تعظیم کی ہے، لہذا آپ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجی، اس میں یہ اشارہ تھا کہ جو ان کی طرح اس کام کو انجام دے گا وہ مذموم و ملعون ہے۔<sup>2</sup>

1 صحیح بخاری (435، 436) صحیح مسلم (531) روایت کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

2 فتح الباری، شرح حدیث (435-436)

ایک اشکال اور اس کا جواب:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں نصاریٰ کا ذکر کیوں ہوا ہے؟ اسے سمجھنا کچھ لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا ہے، اس لئے کہ یہود میں تو کئی انبیاء ہوئے ہیں جن کی وفات ہوئی تو انہیں دفن کیا گیا اور ان کی قبریں وجود میں آئیں لیکن نصاریٰ کا معاملہ ان کے برخلاف ہے، اس لئے کہ ان میں صرف عیسیٰ علیہ السلام نبی ہوئے ہیں ان کے علاوہ کوئی دوسرے نبی نہیں ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی قبر نہیں ہے۔

تاریخ کرام کے لئے یہاں پر غور کرنے کی بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں وفات سے پانچ دن قبل سردوں کے تعلق سے عنلو کرنے سے تاکید کی طور پر منع فرمایا جیسا کہ جناب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں مذکور ہے۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ بھی آپ نے اس معاملہ میں تاکید فرمائی جیسا کہ اس حدیث میں صراحت کی گئی ہے۔ یہ تاکید بھی آپ نے موت کے بالکل قریب فرمائی ہے۔ اس سے اس معاملہ کی سنگینی اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

شیخ احمد رومی حنفی<sup>1</sup> رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”یہ

اس کا جواب یہ ہے کہ نصاریٰ میں بھی انبیاء ہوئے ہیں لیکن وہ بافت اعادہ مبعوث کئے گئے رسول نہیں تھے، مثلاً ایک قول کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اور ان کی والدہ مریم علیہ السلام انبیاء کے زمرہ میں تھے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ”انبیاء“ یہود و نصاریٰ دونوں قوموں کا لحاظ کر کے کہا گیا ہے۔ اور انبیاء سے ان کے بڑے بڑے متبعین مراد ہیں، لہذا صرف ان کے انبیاء کے تذکرہ پر اکتفاء کیا گیا۔ صحیح مسلم میں جناب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ”یہ لوگ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے، اسی لئے جب ما قبل کی حدیث میں تنہا نصاریٰ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا: ”جب ان میں کسی نیک آدمی کی وفات ہو جاتی“ اور اس کے بعد کی حدیث میں تنہا یہود کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا: ”قبور انبیاءہم“ یعنی ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ”اتباع“ کا لفظ استعمال ہوا ہے جو ”ابتداع“ اور ”اتباع“ سے زیادہ عام مفہوم کا حامل ہے۔ یہود نے اس مذموم کام کو ایجاد کیا اور اس کی شروعات کی تھی اور نصاریٰ نے ان کی اتباع کی تھی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نصاریٰ بھی بہت سے انبیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جن کی یہود تعظیم کرتے ہیں۔

ان کا نام احمد بن محمد اقصاری حنفی ہے، رومی سے معروف ہیں۔ یہ سلطنت عثمانیہ کے علماء میں سے تھے۔ شرعی علوم سے ان کا اشتغال رہا ہے، ان کی کئی تصانیف بھی ہیں۔ انھوں نے 1043ھ میں وفات پائی۔ ”حاشیہ علی تفسیر ابي السعود“ اور ”مجالس الأبرار و مسالک = الأخیار فی شرح مائة حدیث من المصابیح“ وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔ ان کے مفصل حالات زندگی کے لئے دیکھئے: ”هدیة العارفین“ (1/157) مطبوعہ دار الکتب العلمیة، سن طباعت 1413ھ اور معجم المؤلفین (2/252) غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت

حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ایک ہے جو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان جگہوں پر نماز پڑھتے تھے جہاں ان کے انبیاء مدفون تھے، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قبرستانوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمادیا تاکہ اس مذموم عمل میں وہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کریں۔

بعض محققین کہتے ہیں: نیک لوگوں کی قبروں کی مستبرک جگہوں پر نماز پڑھنے کی ممانعت بھی اس میں شامل ہے، خاص طور پر تب جبکہ ان نیک لوگوں کی تعظیم کی خاطر وہاں نماز پڑھی جائے۔ نوح علیہ السلام کی قوم میں بت پرستی کی ابتداء قبروں کے پاس لوگوں کے تعظیماً کھڑے ہونے سے ہوئی تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں اس کی خبر دی ہے۔ 21

5۔ امام بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا: میرے صحابہ کرام کو بلاؤ۔ چنانچہ تمام صحابہ کرام آپ کے پاس آئے، آپ یمن میں تیار کی جانے والی معافری چادر سے اپنا چہرہ ڈھکے ہوئے تھے، آپ نے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی

---

سے متعلق ان کا کلام ان کی کتاب ”مجالس الأبرار و مسالک الأخیار“ کی سترہویں اور ستاونویں مجلس کے تحت منقول ہے۔

1 اس سے مراد سورۃ نوح کی یہ آیت مبارکہ ہے: ”و قالوا لا تدرن آہنکم و لا تدرن ودا و لا سواعاً و لا یغوث و یعوق و نسر“ (اور کہا انہوں نے کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ودا اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو (چھوڑنا) اس آیت کی تفسیر کے لئے مفسرین کے کلام کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

2 المجالس الأربعة من مجالس الأبرار، ص 7-9، تحقیق: ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن النخیس، ناشر: دار العاصمہ (اختصار کے ساتھ)

لعنت ہو، ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیں۔<sup>1</sup>

اس حدیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مسئلہ کتنا اہم تھا کہ آپ نے چند صحابہ کو اپنا یہ آخری پیغام سنانے پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ آپ کی یہ خواہش ہوئی کہ زیادہ سے زیادہ اصحاب کرام آپ کے اس آخری پیغام کو سنیں، اسی لئے آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کرام کو میرے پاس بلاؤ۔<sup>2</sup>

6- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک و برباد کرے، ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیں۔<sup>3</sup>

7- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: سب سے بدترین لوگ وہ ہیں جن کے زندہ رہتے ہوئے قیامت آئے گی اور جن لوگوں نے قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیں۔<sup>4</sup>

8- ابو عبیدہ عامر بن حراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخری بات جو ارشاد فرمائی وہ یہ تھی: حجاز کے یہودیوں اور اہل نجد یعنی نخبران کے نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے باہر نکال دو اور یہ حبان لو کہ سب سے

---

1 مسند احمد (204/5) مسند طیالسی (669) شیخ البانی نے تحذیر الساجد ص 16 میں اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

2 دمعة علی التوحید، ص 6، معمولی حذف و اضافہ کے ساتھ، ناشر: الملتدی الإسلامی، لندن

3 صحیح بخاری (437) صحیح مسلم (530) سنن نسائی (2046) میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے: لعن الله اليهود و النصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد (یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیں)

4 مسند احمد (405/1) شیخ البانی رحمہ اللہ نے تحذیر الساجد ص 19 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

بدترین وہ لوگ ہیں جو قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیتے ہیں۔<sup>1</sup>

9- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنا۔ اللہ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیں۔<sup>2</sup>

شیخ سعد بن حمد بن علی بن عتیق<sup>3</sup> رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی اس دعا کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا جس کی پرستش کی جائے، کے بعد یہ خبر دی کہ قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے والوں پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے، تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبروں کی پرستش اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا سبب ہے۔<sup>4</sup>

1۔ مسند احمد (1/195) المسند (3/223) کے محققین اور شیخ البانی نے الصحیحۃ (1132) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

2۔ مسند احمد (2/246) شیخ البانی رحمہ اللہ نے تخریر الساجد، ص 18 میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور المسند کے محققین نے کہا ہے کہ اس روایت کی سند قوی ہے۔

3۔ زاہد و پرہیزگار علامہ شیخ سعد ابن شیخ حمد بن علی بن عتیق چودھویں صدی ہجری کے نصف اول میں نجد کے ایک شہرت یافتہ عالم گزرے ہیں۔ انہوں نے ہندوستان کے علماء سے علوم حدیث کی تحصیل کی تھی، پھر مکہ آکر وہاں کے مشائخ سے علم حاصل کیا، اس کے بعد اپنے وطن نجد میں منصب قضاء پر فائز ہوئے اور تدریسی خدمت بھی انجام دی۔ بہت سے افراد نے ان سے علم حاصل کیا اور اپنے دور میں نجد کے چوٹی کے علماء میں ان کا شمار ہوا، ان میں سعودی عرب کے سابق مفتی شیخ محمد بن ابراہیم اور اپنے دور میں سعودی عرب کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن باز شامل ہیں۔ شیخ سعد رحمہ اللہ نے 1349ھ میں وفات پائی۔ ان کی مفصل سوانح کے لئے دیکھئے شیخ عبدالرحمن بن عبداللطیف بن عبداللہ آل شیخ کی کتاب ”مشاہیر علماء نجد“

4۔ شیخ سعد بن حمد بن علی بن عتیق کی تالیف ”عقیدۃ الطائفة الناجية فی توحید الإلهیة“ ص 38، ناشر: دارالعاصمہ، ریاض

ابن عبد البر<sup>1</sup> مالکی رحمہ اللہ کا قول ہے: حدیث میں لفظ ”الوش“ آیا ہے، اس سے مراد صنم ہے، یعنی سونا، چاندی یا کسی اور چیز سے بنایا ہوا مجسمہ۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس چیز کی بھی عبادت کی جاتی ہے وہ وثن ہے، چاہے وہ بت ہو یا بت کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہو۔ عرب بتوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے اور ان کی پرستش بھی کرتے تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کی امت بھی ان گزری ہوئی اقوام کی طرح بت پرستی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ ان کے کسی نبی کی وفات ہو جاتی تو یہ لوگ ان کی قبر کے پاس تعظیماً کھڑے ہوتے تھے جیسے بت پرست بتوں کے سامنے تعظیماً کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعافرمانی: اے اللہ! تو میری قبر کو بت نہ بنا جس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جائے، جسے سجدہ کیا جائے اور جس کی عبادت کی جائے۔ کیونکہ یہ وہ مذموم کام ہے جو اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو اور اپنی امت کو گزری ہوئی قوموں کے برے کروت سے بچنے کی تاکید کرتے تھے، جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں اور انہیں قبلہ و سجدہ گاہ بنا لیا، جیسا کہ بت پرست اقوام نے اپنے بتوں کے ساتھ کیا تھا۔ یہ لوگ اپنے بتوں کو سجدہ کرتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے جو شرک اکبر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو اس سے آگاہ کرتے تھے کہ یہ مذموم کام اللہ تعالیٰ کے غضب و ناراضگی کا سبب ہے تاکہ مسلمان گزشتہ قوموں کی راہ

1 شیخ الاسلام، حافظ المغرب ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر نمبری اندلسی قسطنطنیہ مالکی ایک شہرت یافتہ محدث و فقیہ گزرے ہیں جن کی بلند پایہ تصانیف بھی ہیں۔ ان کی سب سے مشہور کتاب ”التہید“ مؤطا امام مالک کی احادیث کی شرح ہے۔ ان کی دوسری مشہور کتاب ”الاستذکار“ مؤطا کے آثار کی شرح ہے۔ نیز ان کی کتاب ”الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب“ اور ”جامع بیان العلم و فضلہ“ اہل علم کے درمیان معروف ہے۔ حدیث نبوی کی روایت کا شرف بھی انہیں حاصل ہے۔ 463ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے مسزید حالات زندگی کے لئے دیکھئے ”تذکرۃ



پر نہ چپل پڑیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب اور تمام کفار کے برخلاف عمل کو پسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے بارے میں اندیشہ ہتا کہ یہ لوگ اہل کتاب اور کفار کے نقش قدم کی پیروی نہ کرنے لگیں۔ کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور نہیں کیا جس میں عار دلانے اور ڈانٹنے کے انداز میں فرماتے ہیں کہ ”تم لوگ یقینی طور پر گزشتہ قوموں کے نقش قدم پر چلو گے، بالکل قدم سے قدم ملا کر یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوگا تو تم لوگ بھی اس میں داخل ہو گے۔“<sup>21</sup>

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول کر لی، اللہ کا شکر اور اس کی حمد و ثناء ہے کہ آپ کی قبر کو بت نہیں بنایا جاسکا جیسا کہ دوسرے لوگوں کی قبروں کو بت بنا کر پوجا گیا، بلکہ حجرہ کی تعمیر کے بعد کوئی شخص اس کے اندر داخل ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ حجرہ کی تعمیر سے پہلے ذمہ دار افراد کسی کو حجرہ میں داخل ہی نہیں ہونے دیتے تھے کہ وہ وہاں جا کر دعائے مانگے یا قبر نبوی کے پاس نماز پڑھے یا

---

1 اس روایت کو ابن ابی عاصم نے السنۃ (45) میں کثیر بن عبداللہ المزنی عن ابیہ عن جدہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ شیخ البانی نے اس کی سند کو بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے۔ (ناشر: الملکب الإسلامی) میں کہتا ہوں: حدیث کے الفاظ ثابت اور صحیح ہیں۔ اس طرح کی روایت صحیح بخاری (3456) (7320) اور صحیح مسلم (2669) میں منقول ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم لوگ ضرور بالضرور گزشتہ قوموں کے نقش قدم پر بالشت در بالشت اور ہاتھ در ہاتھ چلو گے، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے سوراخ میں گئے ہوں گے تو تم لوگ بھی وہاں جاؤ گے۔“ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس سے یہود و نصاریٰ مسراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان کے علاوہ اور کون مسراد ہوگا؟ روایت کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

2 التعمید، کتاب جامع الصلاة (5/177)

اس کے علاوہ کوئی اور غیر شرعی کام کرے جو دوسرے کی قبر کے پاس انجام دیا جاتا ہے۔ کچھ نادان لوگ حبرہ نبوی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں یا اپنی آواز بلند کرتے ہیں یا ایسی بات زبان سے نکالتے ہیں جن کی ممانعت کی گئی ہے۔ یہ سب حبرہ نبوی کے باہر ہی ہوتا ہے، قبر نبوی کے پاس نہیں ہوتا ہے۔ اللہ کا شکر اور اس کی حمد و ثناء ہے کہ اس نے آپ کی دعا قبول کر لی اور اللہ نے کسی کو یہ موقع ہی نہیں دیا کہ وہ آپ کی قبر کے پاس جا کر وہاں نماز پڑھے یا دعا کرے یا آپ کو شریک ٹھہرائے جیسا کہ دوسرے کے ساتھ ہوا، کیونکہ دوسرے کی قبر کو بت بنا کر پوجا گیا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں کوئی اگر اس حبرہ میں جاتا تھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حنا طرح جاتا تھا۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کبھی کسی کو یہ موقع نہیں دیا کہ وہ آپ کی قبر کے پاس جا کر کوئی ایسا کام کرے جس کی ممانعت کی گئی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد وہ حبرہ نبوی بند کر دیا گیا، یہاں تک کہ بعد میں وہ حصہ مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا، اس کے بعد حبرہ نبوی کے دروازہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا اور حبرہ کے باہر سے ایک دوسری دیوار تعمیر کر دی گئی۔ یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو میلے اور عید کی جگہ بننے اور آپ کی قبر کو بت پرستی کا ڈھ بننے سے روکنے کے لئے کیا گیا، ورنہ یہ سب کو معلوم ہے کہ مدینہ کی پوری آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور کسی مسلمان ہی کی وہاں تک رسائی ہوگی، مدینہ کے سارے مسلمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی کی قبر قابل تعظیم ہے۔ مسلمانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے تحفظ کے لئے جو کچھ کیا ہے اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ مسلمان قبر مکرم کو کوئی حنا ص اہمیت نہیں دیتے ہیں، بلکہ ان کے متاثر حفاظتی اقدامات کا سبب یہی ہے کہ آپ کی قبر کو بت بنا کر اس کی پرستش نہ کی جائے اور آپ کے گھر کو عید اور میلے کی جگہ نہ بنا لیا جائے نیز آپ کے ساتھ وہ سارے مذموم کام انجام نہ

دیئے جائیں جو اہل کتاب نے اپنے انبیاء کی قبروں کے ساتھ انجام دیئے۔<sup>1</sup>

10- ابو مسرشد عنہ عن رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ قبروں کے اوپر بیٹھو۔<sup>2</sup> ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: تم لوگ قبروں کے اوپر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔<sup>3</sup> قبر کی طرف نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت قبر کو سامنے رکھا جائے۔

نوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے: اس حدیث میں قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کی صراحت کی گئی ہے۔

11- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ قبر کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ قبر کے اوپر نماز پڑھو۔<sup>4</sup>

12- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارت بنانے، ان پر بیٹھنے اور ان کے اوپر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔<sup>5</sup>

---

1 الجواب الباصر لمن سألہ من أولیاء الأمور عما أفتی بہ فی زیارة المقابر۔ یہ اقتباس مجموع الفتاویٰ (27/327-328) میں بھی منقول ہے۔

2 صحیح مسلم (972)

3 صحیح مسلم (972)

4 اس روایت کو طبرانی نے المعجم الکبیر (12051، 12168) میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے تحذیر الساجد، ص 22-23 اور السلسلة الصحیحة (1016) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

5 مسند ابویعلیٰ (1020) شیخ البانی رحمہ اللہ نے تحذیر الساجد، ص 26 میں اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

13- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبرستان اور حمام کے علاوہ ساری زمین سجدہ گاہ ہے۔<sup>1</sup> اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان اور حمام نماز پڑھنے کی جگہیں نہیں ہیں۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حمام میں نماز پڑھنے کا گناہ اور اس کی قباحت قبرستان میں نماز پڑھنے کے مقابلہ میں کم ہے۔ اس لئے کہ قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے والوں کی مذمت اور لعنت میں تو اتر کے ساتھ حدیثیں وارد ہیں۔

14- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں ادا کیا کرو اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔<sup>2</sup> ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: اپنی کچھ نمازیں گھروں میں پڑھا کرو اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔<sup>3</sup> ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں: اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھو، اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔<sup>4</sup>

ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ حدیث کے الفاظ ”اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ“ سے یہ مسئلہ متنبط کیا گیا ہے کہ قبریں عبادت کی جگہ نہیں ہیں، لہذا قبروں کے پاس نماز مسکروہ ہوگی۔

ابن منذر رحمہ اللہ نے ”الأوسط“ میں کہا ہے: اکثر علماء کا موقف یہی ہے کہ قبرستان میں نماز پڑھنا مسکروہ ہے۔ اس کی دلیل ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت

---

1 سنن ابی داؤد (492) سنن ترمذی (317) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح و مسترر دیا ہے۔

2 صحیح بخاری (432)

3 صحیح مسلم (777)

4 سنن ترمذی (451) سنن نسائی (1597) مسند احمد (6/2) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح و مسترر دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہاں کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے، نہ کہ کراہت تنزیہی، اس لئے کہ متقدمین کے نزدیک کراہت سے حرمت مراد ہوتی ہے۔ قرآن مجید کا بھی یہی طریقہ ہے کہ اس میں کراہت سے حرمت مراد ہوتی ہے مثلاً آیہ کریمہ: ”و کرہ إليکم الکفر و الفسوق و العصیان“<sup>3</sup> (ترجمہ: اللہ نے کفر، گناہ اور نافرمانی کو تمہاری نگاہ میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔) متاخرین کے نزدیک کراہت کا مطلب ہے: جس کا تارک تعمیل حکم کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جس کا ارتکاب کرنے والا سزا کا مستحق نہیں ہوتا ہے۔<sup>4</sup> ابن منذر نے مسکروہ سے مراد حرمت لی ہے، اس لئے کہ وہ متقدمین میں سے ہیں۔ اس کی وضاحت ان کے بعد کے کلام سے ہوتی ہے۔ انہوں نے آگے چل کر یہ لکھا ہے: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ اس حدیث میں واضح طور پر صراحت موجود ہے کہ قبرستان میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔<sup>5</sup>

1 اس سے مراد یہ حدیث ہے: ”الأرض كلها مسجد إلا المقبرة والحمام“ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

2 (458/5) ناشر: دار الفلاح، مصر

3 سورة الحجرات: 7

4 سلف کے نزدیک کراہت سے حرمت مراد ہوتی ہے، اس بحث کی مکمل تفصیل کے لئے

دیکھئے امام ابن قیم کی اعلام الموقعین (1/52) (فصل: تحريم القول على الله بغير علم قد يطلق لفظ الكراهة على التحريم) اور

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی مجموع الفتاویٰ (32/241) اور شنتقیطی کی ”المذکرة فی اصول الفقه“ ص 22، ناشر: مکتبۃ

العلوم و الحكم، مدینہ۔

کچھ علماء نے مسکروہ کی یہ تعریف کی ہے کہ جس کام کو چھوڑ دینا اسے کر گزرنے سے زیادہ

بہتر ہو۔ یادہ کام جس سے تاکیدی طور پر منع نہ کیا گیا ہو۔ دیکھئے شیخ دکتور سعد بن ناصر شتری حفظہ

اللہ کی کتاب ”شرح الوراقات“، ص 39، ناشر: کنوز أشبیلیا، ریاض

5 (459/5)

15۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میری قبر کو عید اور میلے کی جگہ نہ بنانا اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا، تم لوگ جہاں بھی رہو وہیں سے مجھ پر درود بھیجنا، تمہارے درود مجھ تک پہنچیں گے۔<sup>1</sup>

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھروں کو قبروں سے تشبیہ دی ہے جن میں نمازیں نہیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اصلاً قبریں نماز پڑھنے کی جگہیں نہیں ہیں۔ یہاں پر یہی وضاحت مقصود بھی ہے۔

16۔ قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت کی ایک دلیل وہ روایت بھی ہے جسے سعید بن منصور نے اپنی سنن میں سہیل بن ابی سہیل سے نقل کیا ہے کہ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس جاتے ہوئے دیکھا تو حسن بن حسن نے ان سے کہا: کیا بات ہے، میں نے آپ کو قبر نبوی کے پاس دیکھا ہے؟ سہیل نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ یہ جواب سن کر حسن بن حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آپ مسجد نبوی میں داخل ہوں تو سلام کر لیں۔<sup>2</sup> اس کے بعد حسن بن حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

1 سنن ابی داؤد (2042) مسند احمد (2/367) روایت کے الفاظ مسند احمد کے ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز، ص 280 میں اس روایت کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

2 اس سے مراد وہ مشروع سلام ہے جو مسجد میں داخل ہوتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں ہمیں اس کی تعلیم بھی دی ہے: تم میں سے کوئی شخص جب مسجد میں داخل ہو تو وہ پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے، اس کے بعد یہ دعا پڑھے: اللھم افتح لی أبواب رحمتک (اے اللہ! تو ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔) الحدیث۔ اس روایت کو امام ابو داؤد (465) امام ترمذی (465) اور امام ابن ماجہ (772) نے ابو حمید یا ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس باب میں فسطح بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت سنن ابن ماجہ (771) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنن ابن ماجہ (773) میں منقول ہے۔ ان دونوں روایتوں کو بھی شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تم لوگ میری قبر کو عید اور میلہ کی جگہ نہ بناؤ اور تم لوگ اپنے گھروں کو قبرستانوں کی طرح نہ بناؤ۔ یہود پر اللہ کی لعنت ہو، ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیں، تم لوگ مجھ پر درود بھیجا کرو، تم جہاں بھی رہو وہاں سے بھیجے ہوئے تمہارے درود مجھ تک پہنچ جائیں گے۔ اس معاملہ میں تم اور جو اندلس میں ہے دونوں برابر ہیں۔<sup>1</sup>

میں کہتا ہوں: اس حدیث میں بھی گزری ہوئی حدیث کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھروں کو قبروں سے تشبیہ دی ہے جن میں نماز نہیں پڑھی جاتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبریں اصلاً نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ”تم لوگ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔“ سے مراد یہ ہے کہ تم لوگ اپنے گھروں کو نماز، دعا اور تلاوت قرآن وغیرہ سے بالکل حالی نہ رکھو کیونکہ ایسا کرنے کی وجہ سے گھر قبروں کی طرح ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالقصد گھروں میں عبادت کرنے کا حکم دیا ہے اور بالقصد قبروں کے پاس عبادت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ شرک میں مبتلا نصاریٰ اور ان کے جیسے دوسرے لوگ اس کے برعکس کرتے ہیں۔<sup>2</sup>

17۔ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ

<sup>1</sup> اس روایت کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے، روایت کے الفاظ ان ہی کے نقل کردہ ہیں، ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ”الاقتضاء“ (302/1) میں سعید بن منصور کی سند سے اسے نقل کیا ہے۔ کتاب کے مطبوع نسخہ میں یہ روایت موجود نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے بقول: اس کی سند قوی ہے۔ دیکھئے احکام الجنائز ص 280 ”تم اور جو اندلس میں ہے دونوں برابر ہیں“ یہ حسن رضی اللہ عنہ کا کلام ہے۔ اس روایت کو اسماعیل متاضی نے اپنی کتاب فضل الصلاة علی النبی، ص 30 میں نقل کیا ہے اور شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس روایت کا مسرفوع حصہ مصنف عبد الرزاق (3/577) اور مصنف ابن ابی شیبہ (2/152) میں بھی منقول ہے۔

<sup>2</sup> اقتضاء الصراط المستقیم (2/662)

علیہ وسلم کی قبر کے پاس تھوڑی سی باقی بچی جگہ میں داخل ہو جاتا اور وہاں پر دعا کرتا تھا۔ علی بن حسین نے اس شخص کو بلا کر کہا: کیا میں تم سے ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میری قبر کو عید اور میلہ کی جگہ بناؤ، تم لوگ مجھ پر درود بھیجو، تم لوگ جہاں بھی رہو تمہارے درود مجھ تک پہنچ جائیں گے۔<sup>1</sup>

اسماعیل و تاضی کی نقل کردہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ”تم لوگ جہاں بھی رہو مجھ پر درود اور سلام بھیجو، تمہارا سلام اور درود مجھ تک پہنچ جائے گا۔“

میں کہتا ہوں: یہ حدیث بھی گزری ہوئی حدیث ہی کی طرح ہے۔ اس حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھروں کو قبروں سے تشبیہ دی ہے جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبریں اصلاً نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے۔

18- قبرستانوں میں نماز پڑھنے کی حرمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آج جہاں پر مسجد نبوی ہے وہ جگہ مسجد کی تعمیر سے پہلے مشرکین کا قبرستان تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکین کی قبروں کو کھودوا کر مردوں کی باقیات اور ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو دوسری جگہ منتقل کروادیا، پھر زمین کو ہموار کر کے اس پر مسجد تعمیر کی۔ آپ صلی

<sup>1</sup> اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے مصنف (2/150) الفاظ ان ہی کی روایت کے ہیں اور ان کی سند سے حافظ ضیاء مقدسی نے الأحادیث المختارة (428) میں نقل کیا ہے۔ نیز اسے ابویعلیٰ (1/361) اور اسماعیل و تاضی نے بھی فضل الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص (20) میں نقل کیا ہے۔ اس کتاب کے محقق شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث اپنے متعدد طرق اور شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔



اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ سے قبروں کو ہٹانے کے بعد ہی اسے مسجد بنایا۔<sup>1</sup>

19- قبرستان میں نماز پڑھنے کی حرمت کی ایک دلیل اس کام کو کرنے والے پر صحابہ کرام کی نکیر ہے۔ اور صحابہ کرام کی نکیر بھی حجت ہونے کے لئے کافی ہے، اس لئے کہ وہ قیامت تک مسلمانوں کے لئے نمونہ ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دن میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا، میرے سامنے ایک قبر تھی جس کا مجھے علم نہیں تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی: قبر، قبر، مجھے لگا کہ انھوں نے ”قبر“ کہا تو میرے قریب کھڑے لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ انھوں نے قبر کہا ہے، پھر میں وہاں سے ہٹ گیا۔<sup>2</sup>

ثابت بیان کرتے ہیں، جیسا کہ عبد الرزاق کی روایت میں آیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو میرا ہاتھ پکڑ لیتے اور قبروں سے دور ہٹ جاتے تھے۔ میں کہتا ہوں: اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی

<sup>1</sup> صحیح بخاری (428) اور صحیح مسلم (524) میں منقول انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کا ذکر آیا ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے بنو نخبہ کے باغ کی جگہ مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا، وہاں کھجور کے درخت اور مشرکین کی قبریں تھیں، آپ کے حکم سے کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے اور مشرکین کی قبریں کھود کر ان کی باقیات کو دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کی۔

<sup>2</sup> اس روایت کو امام بخاری نے کتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشرکی الجاهلیة و یتخذ مکانها مساجد میں تعلیقاً نقل کیا ہے، بیہقی نے السنن الکبری (2/435) میں اسے موصولاً نقل کیا ہے، روایت کے الفاظ ان ہی کے نقل کردہ ہیں۔ نیز عبد الرزاق نے بھی اسے اپنی مصنف (1581) میں نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے المطالب العالیہ (دارالعاصمہ کی طباعت) (رقم 339) میں کہا ہے کہ یہ خبر صحیح ہے امام بخاری نے اسے تعلیقاً نقل کیا ہے۔ نیز دیکھئے حافظ ابن حجر کی تعلیق التعلیق (2/228-230)

حسرت صحابہ کرام کے نزدیک ثابت شدہ ہے۔

قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی حسرت کا قول صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک جماعت سے منقول ہے، مثلاً انس بن مالک، عبد اللہ بن عمرو، الحسن العسریٰ<sup>1</sup>، المسیب بن رافع<sup>2</sup>، خثیمہ بن عبد الرحمن مدنی<sup>3</sup>، ابراہیم نخعی<sup>4</sup>، ابن سیرین<sup>5</sup> اور مکحول<sup>6-7</sup>۔

20۔ قبروں کو نماز پڑھنے کی جگہ بنانے کی ممانعت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ایسا ہونا ناممکن ہے کہ نیک لوگوں کی قبروں کے پاس نماز پڑھنا فضیلت یافتہ عمل ہونے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد صحابہ کرام نے اسے انجہام نہ دیا ہو جبکہ وہ سب سے زیادہ خیر و بھلائی کی چاہت رکھنے والے تھے اور وہ خیر و بھلائی کے کاموں کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ وہ قیامت تک مسلمانوں کے لئے نمونہ و مثال ہیں، خاص طور پر جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فضیلت یافتہ مقامات کے بارے میں بتا دیا ہے اور ان مقامات پر نماز پڑھنے کے لئے امت کو ابھارا ہے، یعنی تینوں صاحبِ احد اور مسجدِ قباء۔

- 1 حسن بن عبد اللہ عسریٰ کوفی ثقہ ہیں۔ ان کی سوانح کے لئے دیکھئے ”تہذیب التہذیب“۔
- 2 مسیب بن رافع اسدی کاہلی کی کنیت ابو العلاء ہے، وہ کوفہ کے رہنے والے اور نابینا تھے، ثقہ ہیں اور تابعین کے چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے 105ھ میں وفات پائی، دیکھئے ”التقریب“۔
- 3 خثیمہ بن عبد الرحمن بن ابی سبرة جعفی کوفی ثقہ ہیں، 80ھ کے بعد سو سال سے کم عمر میں ان کی وفات ہوئی، دیکھئے ”تقریب التہذیب“۔
- 4 ابراہیم نخعی عراق کے فقیہ تھے۔ ان کا نام ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود ہے، یہ کوفہ کے رہنے والے اپنے دور کے مشہور فقیہ تھے، ان کی وفات 95ھ میں ہوئی۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ (1/95)۔
- 5 امام ربانی ابو بکر محمد ابن سیرین انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔ 110ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ (1/62)۔
- 6 شام کے مشہور عالم مکحول بن ابی مسلم ہذلی اپنے دور کے معروف فقیہ اور حافظ حدیث تھے، ان کی وفات 113ھ میں ہوئی۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ (1/82)۔
- 7 ان سب کے اقوال کے لئے دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (7574-7578، 7581، 7582، 7585)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: سلف امت میں سے کوئی بھی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی کے بھی دور میں انبیاء اور صالحین کی قبروں کے پاس نماز پڑھنے یا دعا کرنے کے لئے نہیں جاتے تھے، نہ ان سے سوال کرتے تھے، نہ ان سے فریاد کرتے تھے، نہ تو دور سے نہ ہی ان کی قبروں کے پاس جا کر۔<sup>1</sup>

ان کا یہ قول بھی ہے: عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگ حدیث کی سماعت، دینی مسائل دریافت کرنے اور ملاقات کے لئے ان کے پاس جاتے تھے، لیکن ان میں سے کوئی بھی ان کے پاس جا کر قبر مکرم کے پاس نہیں جاتا تھا، نہ نماز پڑھنے کے لئے، نہ دعاء وغیرہ کرنے کے لئے، بلکہ کبھی کوئی ان سے قبروں کو دکھانے کی درخواست کرتا تھا تو وہ انہیں تینوں قبریں دکھا دیا کرتی تھیں۔<sup>2</sup>

ان کا یہ قول بھی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں یہ بات تو اتر کے ساتھ لازمی طور پر ثابت شدہ ہے کہ آپ نے مہاجر کو آباد کرنے اور ان میں نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ آپ نے نبی یا غنیر نبی کی قبر یا قیام گاہ پر مزار بنانے کا حکم نہیں دیا ہے۔ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بلاد اسلامیہ میں سے حجاز، شام، یمن، عراق، حجاز، مصر اور مغرب (مراکش) وغیرہ میں کسی بھی قبر پر کوئی عمارت نہیں تھی اور نہ کوئی مزار تھا جس کا زیارت کے لئے قصد کیا جاتا ہو۔<sup>3</sup>

21- قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی حرمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جو دوسرے خلیفہ راشد ہیں اور جن کی سنت اور طریقہ کی پیروی کی جاتی ہے، نے اس جگہ نماز پڑھنے سے منع کیا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا

1 مجموع الفتاوی (81/27)

2 ”الجواب الباهر لمن سأل من أولیاء الأمور عما أفتی به فی زیارة المقابر“ اور مجموع الفتاوی (324/27)

3 اقتضاء الصراط المستقیم (762-760/2)

وقت ہو جانے کی وجہ سے نماز پڑھی تھی اور اس جگہ کو نماز کے لئے خاص کرنے کا قصد نہیں کیا تھا تو پھر اس جگہ کی نماز کا کیا حکم ہوگا جہاں آپ نے بالقصد حبا کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے مثلاً قبر کے پاس؟

معمر بن سويد کی روایت ہے کہ ہم لوگ حج کے ایک سفر میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انہوں نے فحبر کی نماز میں ”لم تر كيف فعل ربك بأصحاب الفيل“ اور ”لإيلاف قريش“ کی تلاوت کی، حج کی ادائیگی کے بعد جب واپسی ہوئی تو ایک جگہ لوگوں کو دیکھا کہ وہ وہاں نماز پڑھنے کے لئے جلدی کر رہے ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ نماز پڑھنے کی جگہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پر نماز پڑھی ہے۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی طرح اہل کتاب ہلاک ہوئے، انہوں نے انبیاء کے آثار کو گرجے بنائے۔ جس کے ذمہ کوئی نماز ہو جس کا وقت فوت ہو رہا ہو تو وہ یہاں نماز پڑھے اور جس کے ذمہ کوئی نماز نہ ہو جس کے وقت فوت ہو تو وہ یہاں نماز نہ پڑھے۔ 1

ایک روایت میں یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ اپنی سواریوں سے اتر کر ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں تو انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ وہ مسجد ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سے پہلے کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو گرجے بنائے۔ اس طرح کی مساجد کے پاس سے جس کا گزر ہو اور کسی نماز کا وقت ہو گیا ہو تو وہ وہاں نماز پڑھ لے ورنہ وہاں سے گزر جائے۔ 2

1 مصنف ابن ابی شیبہ (2/153)

2 مصنف عبد الرزاق (2/118) رقم (2734) اسے ابن وضاح نے البدع و النهی عنها باب ما جاء في اتباع الآثار میں نقل کیا ہے، ابن تیمیہ نے الاقضاء (2/751) میں اس کی نسبت سنن سعید بن منصور کی طرف کی ہے، لیکن یہ اثر اس کے مطبوع حصہ میں نہیں ہے، ہو سکتا ہے اس کے گم شدہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حناص صاحبہ کے علاوہ کسی اور جگہ اہتمام کے ساتھ عبادت کی عرض سے جانے کو مشروع نہیں کیا ہے۔ جو جگہ مسجد نہیں ہے، عبادت کے لئے اس کا قصد کرنا مشروع نہیں ہے؛ چاہے وہ نبی کی جگہ ہو یا نبی کی قبر ہو۔<sup>1</sup>

22۔ قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی حرمت کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس میں کفار کی مشابہت پائی جاتی ہے جیسا کہ اوپر نقل کی گئی شروع کی تین احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اس حدیث نبوی میں کفار کی مشابہت اختیار کرنے والوں کے لئے سخت وعید موجود ہے: ”جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہے۔“<sup>2</sup>

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل کتاب اور دیگر تمام کفار کے برخلاف عمل کرنا پسند تھا، آپ کو اپنی امت کی طرف سے ان کفار کے نقش قدم پر چلنے کا اندیشہ تھا۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ امت کو عار دلاتے اور ڈانٹتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے: تم لوگ بالشت در بالشت اور ہاتھ در ہاتھ گزری ہوئی قوموں کی پیروی کرو گے، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے سوراخ میں گئے ہوں گے تو تم لوگ بھی وہاں جاؤ گے، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر کون مراد ہوں گے؟<sup>3</sup>

حصہ میں ہو۔ اس اثر کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجموع الفتاویٰ (33/27) اور الرد علی البکری = (433/2)، ابن حجر نے فتح الباری (1/678) شرح اثر (483) اور البانی نے فضائل الشام و دمشق ص 50 (مکتبۃ المعارف، ریاض کی طباعت) میں صحیح و متراد دیا ہے۔

1 مجموع الفتاویٰ (27/33-34)

2 سنن ابی داؤد (4031) بروایت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ شیخ البانی کے بقول: یہ روایت حسن صحیح ہے۔

3 صحیح بخاری (3456) (7320) صحیح مسلم (2669) روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے۔

قبروں کو عبادت گاہ بنالینا یہ کفار کا دین ہے۔ موجودہ دور میں اس کا عملی نمونہ وہ ہے جس کا تذکرہ شیخ محمد ناصر الدین البانی<sup>1</sup> رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”تخذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد“ میں کیا ہے۔

وہ کہتے ہیں: میں نے مجاہد المختار کے مئی 1958ء کے شمارہ میں ایک مفالہ پڑھا تھا

<sup>1</sup> شیخ علامہ محدث محمد ناصر الدین بن نوح نجفاتی، اصل کے اعتبار سے البانی، نشوونما کے اعتبار سے شامی ان محدثین میں سے تھے جنہوں نے چودھویں صدی ہجری اور پندرہویں صدی ہجری کے اوائل میں اللہ کے دین کی تجدید کی۔ انہوں نے حدیث، عقیدہ اور فقہ میں مسلمانوں کے عملی سرمائے کی گرفتدر خدمت انجام دی۔ مخطوطات کی تحقیق، احادیث کی تخریج اور صحیح و ضعیف احادیث کو الگ الگ کرنے کے میدان میں ان کی خدمات بے مثال اور عظیم الشان ہیں، یہاں تک کہ ان کے بعد آنے والے بہت سے اہل علم ان کی تحقیق و تخریج پر منحصر ہو کر رہ گئے۔ پوری زندگی یکتو ہو کر احادیث نبویہ کی خدمت کرنے کی وجہ سے انہوں نے سنت نبویہ کی خدمت = = کے معاملہ میں اپنا نام سنہرے حروف میں لکھوا لیا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اپنے پیچھے گرفتدر عملی سرمائے کا ایک بہت بڑا ذخیرہ چھوڑ گئے، کسی باحث نے ان کی کتابوں کی تعداد 231 تک پہنچائی ہے جو تالیف، تحقیق، تخریج اور تعلیق کی شکل میں موجود ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ نے اہل بدعات، متصوفین، متسویوں، نئے ایجاد کردہ دعوتی مناہج کے متبعین اور کتاب و سنت سے منحرف رجحانات رکھنے والوں کی تردید کی بھی مبارک خدمت انجام دی اور شام وغیرہ میں ان کے شکوک و شبہات کا پردہ چاک کر کے انہیں مسکت جواب دیا۔ شیخ رحمہ اللہ نے رجب 1420ھ میں 87 سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی وفات ان کے ہم عصر اور سعودی عرب کے سابق مفتی عام سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی وفات کے چند ہی مہینے بعد ہوئی۔ ان دونوں علمائے اسلام کی وفات سے اسلام اور مسلمانوں کا بھاری خارہ ہوا۔ اس سانحہ کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو شدید رنج و غم لاحق ہوا۔ شیخ البانی کے حالات زندگی اور عملی شخصیت کے بارے میں مزید معلومات کے لئے دیکھئے:

(1) ”الامام الألبانی رحمہ اللہ، دروس و مواقف و عبر“ تالیف: ڈاکٹر عبدالعزیز بن محمد دحان، ناشر: دارالتوحید، ریاض۔

(2) ”حیة الألبانی و آثاره و ثناء العلماء علیہ“ تالیف: محمد بن ابراہیم شیبانی، ناشر: مکتبہ السداوی، مصر۔

جس کا عنوان تھا: ”الفايكان المدينة القديمة المقدسة“ (تدمیم مقدس شہر ویشین) اس میں مقالہ نگار ”رونالڈ کارلونس پیٹی“ نے اس شہر میں واقع پیٹرس کے گرجا گھر کا حال بیان کیا تھا۔ مقالہ نگار کہتا ہے: سینٹ پیٹرس کا گرجا گھر مسیحی دنیا کا اپنی نوعیت کا سب سے بڑا گرجا گھر ہے۔ یہ وسیع رقبہ پر قائم ہے اور گزشتہ سترہ صدی سے مسیحی عبادت کے لئے وقف ہے۔ یہ گرجا گھر خود سینٹ پیٹرس کی قبر پر تعمیر کیا گیا ہے جو ماہی گیری کا کام کرتے تھے اور مسیح کے حواریوں میں سے تھے۔ اس گرجا گھر کی زمین کے نیچے بڑی تعداد میں پرانی قبریں اور تدمیم رومیوں کے کھنڈرات ہیں۔ اس کے بعد مقالہ نگار نے بتایا ہے کہ بڑی عیدوں کے دنوں میں ایک لاکھ افراد عبادت کے لئے اس گرجا گھر کا رخ کرتے ہیں۔<sup>1</sup>

23۔ قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی حرمت کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ اس حرمت پر ائمہ اسلام کا اتفاق ہے۔ اور یہ بات معلوم و متحقق ہے کہ مسلمانوں کا اجماع ایک شرعی دلیل ہے، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔<sup>2</sup> آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے: جماعت کے ساتھ اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔<sup>3</sup>

1 ص 124

2 یہ روایت سنن ترمذی (2167) میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ نیز اسے حاکم نے بھی اپنی مستدرک (1/116، 115) میں نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس فتاویٰ کا کلیہ پر اہل سنت کا اجماع نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ اسلام کے قواعد میں سے ہے۔

3 یہ روایت سنن ترمذی (2166) میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی گئی ہے۔ شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ابن رجب حنبلی<sup>1</sup> رحمہ اللہ نے حدیث رسول ”لعن اللہ الیہود و النصارى أخذوا قبور أنبياءهم مساجد“ (یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا لیں۔) کی تشریح کرتے ہوئے قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی حرمت پر ائمہ کا اتفاق نقل کیا ہے۔ ان کا قول ہے: ائمہ اسلام کا اس مفہوم پر اتفاق ہے،<sup>2</sup> یعنی قبروں کے پاس نماز کی حرمت پر۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلہ میں ائمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: جب کوئی شخص بالقصد کسی نبی یا کسی نیک انسان کی قبر کے پاس نماز پڑھتا ہے اور اس جگہ پڑھی گئی نماز کے ذریعہ برکت کے حصول کی امید کرتا ہے تو یہ سراسر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی، اللہ کے دین کی مخالفت اور ایک نیا دین ایجاد کرنا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے احبازت نہیں دی ہے۔ مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے دین سے لازمی طور پر جو کچھ سمجھا اور جانا ہے اس کی بنیاد پر ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ قبر کے پاس نماز کی کوئی فضیلت نہیں، چاہے وہ کوئی بھی قبر ہو اور نہ

1 زین الدین ابو لفرج عبد الرحمن بن احمد بغدادی دمشقی، ابن رجب حنبلی کے نام سے معروف ہیں۔ شام کے معتبر اور جلیل القدر علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے آٹھویں صدی ہجری کا زمانہ پایا۔ ان کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد چالیس تک پہنچتی ہے، ان میں ابن قیم اور ابن الہادی رحمہما اللہ جیسے اساطین علم و فن بھی شامل ہیں۔ انہوں نے حدیث اور فقہ میں نمایاں مقام حاصل کیا اور حنبلی مسلک کے چوٹی کے علماء میں ان کا شمار ہوا۔ ان کی کئی مولفات بھی ہیں، ان میں ”فتح الباری شرح صحیح البخاری“، ”القواعد الفقہیہ“، ”شرح علل الترمذی“، ”جامع العلوم و الحكم“ اور ”ذیل طبقات الحنابلہ“ نمایاں اہمیت کی حامل ہیں۔ کسی محقق نے ان کے متفرق رسائل کو ایک مجموعہ کی شکل میں جمع کیا ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ مجموعہ رسائل دار الفاروق الحدیثیہ، مصر سے شائع ہوا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”إنباء الغمر“ میں اور ابن العمدانے ”شذرات الذهب“ میں ان کے حالات زندگی کی تفصیلات درج کی ہیں۔ ابن رجب رحمہ اللہ نے دمشق میں 795ھ میں وفات پائی۔

2 ابن رجب رحمہ اللہ کی ”فتح الباری“ (3/248) کتاب الصلاة باب الصلاة في البيعة



قبروں کے آس پاس کے عداوت میں پڑھی گئی نماز کی خیر کے معاملہ میں کوئی خصوصیت ہے بلکہ اس میں شرہی کی خاصیت ہے۔<sup>1</sup>

ان کا یہ قول بھی ہے: سلف میں سے کسی نے یہ بات نہیں کہی ہے کہ قبر کے پاس یا قبر کے مزاروں میں نماز پڑھنا مستحب ہے یا وہاں نماز پڑھنے کی کوئی فضیلت ہے اور نہ یہ کہ وہاں پر نماز و دعا دوسری جگہ کی نماز و دعا سے افضل ہے، بلکہ تمام سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ صاحب اور گھروں میں پڑھی گئی نماز قبروں کے پاس پڑھی گئی نماز سے افضل ہے، یعنی انبیاء و صالحین کی قبروں کے پاس پڑھی گئی نماز سے، چاہے اسے مزاروں کا نام دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو۔<sup>2</sup>

ان کا یہ قول بھی ہے: سلف کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ قبروں کے پاس نماز و دعا کا قصد کرنا مشروع نہیں ہے۔ ائمہ اسلام میں سے کسی نے یہ بات نہیں کہی ہے کہ قبروں کے پاس نماز و دعا قبروں سے حالی صاحب میں نماز و دعا سے افضل ہے، بلکہ علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو مسجدیں قبروں کے اوپر نہیں بنائی گئی ہیں ان میں نماز و دعا قبروں پر بنی ہوئی صاحب میں نماز و دعا کی ممانعت ہے اور اس کے مکروہ ہونے پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔ بہت سے علماء نے قبروں والی صاحب میں نماز و دعا کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے بلکہ اس طرح کی صاحب میں نماز کے باطل ہونے کی بات کہی ہے۔<sup>3</sup>

ان کا یہ قول بھی ہے: ائمہ اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ مشاعر (دینی اعتبار سے اہم مقامات) میں نماز پڑھنے کا کوئی حکم نہیں ہے، نہ وجوبی اور نہ استحبابی اور نہ قبروں پر

1 اقتضاء الصراط المستقیم (2/193)

2 مجموع الفتاویٰ (27/77-78)

3 اقتضاء الصراط المستقیم (2/774-775)

بنائے گئے مسزاروں میں نماز کی عام جگہوں پر پڑھی گئی نماز کے مقابلہ میں کوئی فضیلت ہے، چہ جائیکہ صاحب میں پڑھی گئی نماز کے مقابلہ میں ان کی کوئی فضیلت ہو۔ اس مسئلہ پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔ چنانچہ جس نے یہ اعتقاد رکھا کہ قبروں کے پاس یا مسزاروں میں نماز پڑھنے کی دوسری جگہوں کے مقابلہ میں فضیلت ہے یا قبروں وغیرہ کے پاس پڑھی گئی نماز کچھ عام صاحب میں پڑھی گئی نماز سے افضل ہے، وہ مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو گیا، بلکہ وہ دین و ملت سے خارج ہو گیا۔ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قبروں کے پاس اور مسزاروں میں نماز پڑھنے کی جو ممانعت ہے وہ نہی تحریمی ہے۔<sup>1</sup>

ان کا یہ قول بھی ہے: مالک، شافعی، احمد کے اصحاب اور اہل عراق وغیرہ ائمہ دین نے منصوص طور پر اس مفہوم کی صراحت کی ہے۔ نیز انس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔<sup>2</sup>

## خلاصہ

جو احادیث اوپر نقل کی گئی ہیں وہ قبروں کے پاس نماز کی حرمت پر قطعیت کے ساتھ دلالت کرنے والی ہیں۔ اور ایسا کیونکر نہ ہو جبکہ ان احادیث میں اس فعل بد کو انجم دینے والے کے لئے شدید زحبر و توبیخ کے پانچ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں:

پہلا: اس برے کام کو انجم دینے والے کے لئے لعنت۔

دوسرا: یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔

تیسرا: اس فعل بد سے صریح الفاظ میں روکا گیا ہے۔ اس کے لئے حدیث میں ”لا“

1 مجموع الفتاویٰ (24/318) نیز دیکھئے ”الرد علی الإحنانی“ ص 159

2 مجموع الفتاویٰ (27/34)

تتخذوا“ کا لفظ آیا ہے۔

چوہتا: اس برے کام کو انجہام دینے والے کو اللہ تعالیٰ سے برسرِ پیکار ہونے کی بد عادی گئی ہے اور اس کے لئے ”قاتلہ اللہ“ کے الفاظ آئے ہیں۔

پانچواں: اس فعل شنیع میں ملوث ہونے والے کے لئے کہا گیا ہے کہ یہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برے لوگ ہوں گے۔

اب اتنی سخت زحبر و توبخ کے بعد اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والے مومن کے لئے کیا گنجائش باقی رہتی ہے کہ وہ قبروں کے پاس نماز کی حرمت کے معاملہ میں بحث و مباحثہ میں الجھے؟

## فصل

### قبروں کے پاس نماز پڑھنے کے حکم کے بارے میں ائمہ اسلام کے اقوال

شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمیں مالک<sup>1</sup> نے خبر دی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو ہلاک و برباد کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیں، سرزمین عرب میں دو ادیان باقی نہیں رہیں گے۔

انہوں نے کہا کہ اس باب میں وارد سنت و آثار کی وجہ سے میں اس کام کو ناپسند کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (واللہ اعلم) اس بات کو ناپسند فرمایا کہ مرنے کے بعد کسی مسلمان کی ایسی تعظیم کی جائے کہ اس کی قبر کو مسجد بنا لیا جائے۔ اس معاملہ میں بعد میں آنے والے لوگ فتنہ و گمراہی میں مبتلا ہونے سے مامون و محفوظ نہیں رہ سکتے۔<sup>2</sup>

میں کہتا ہوں: یہ بات گزر چکی ہے کہ متقدمین کے نزدیک کراہت تحریمی ہوتی ہے، جیسا کہ مترآن مجید کا اسلوب ہے: ”وَكُرْهُ إِلَيْكُمْ الْكُفْرُ وَالْفُسُوقُ وَالْعِصْيَانُ“ (اللہ نے کفر کو، گناہ کو اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسند بنا دیا ہے۔) متاخرین کے نزدیک کراہت سے مراد ایسا کام جسے ترک کرنے والا تعمیل حکم کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جسے انجام دینے والا سزا کا مستحق نہیں ہوتا۔ امام شافعی کے کلام کا مقصود اول الذکر ہے، اس

1 یعنی مشہور امام مالک بن انس۔

2 الأم، کتاب الجنائز، باب ما یكون بعد الدفن (1/278) نووی نے امام شافعی سے اسی طرح کی بات حدیث نمبر (972) کی تشریح میں نقل کیا ہے؛ نیز ابن رجب نے بھی اسے فتح الباری (3/248) میں نقل کیا ہے۔ اس کی عبارت کے الفاظ یہ ہیں: شافعی رحمہ اللہ نے کہا: مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ کسی مخلوق کی ایسی تعظیم کی جائے کہ اس کی قبر کو مسجد بنا لیا جائے، کیونکہ ایسا کرنے والے اور اس کے بعد آنے والوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا پورا اندیشہ ہے۔

لئے کہ وہ متقدمین میں سے ہیں۔

ابو بکر اثرم کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ یعنی امام احمد سے قبرستان میں نماز پڑھنے کے بارے میں دریافت کی گیا تو انہوں نے قبرستان میں نماز پڑھنے کو ناپسند کیا۔ پھر ان سے دریافت کیا گیا کہ قبروں کے درمیان مسجد ہوتی ہے کیا اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ انہوں نے اسے بھی ناپسند کیا۔ ان کو بتایا گیا کہ اس مسجد اور قبروں کے درمیان رکاوٹ ہے۔ امام احمد نے اس مسجد میں فرض نماز پڑھنے کو بھی ناپسند کیا اور جنازہ کی نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ انہوں نے ابو مسرشد عنہما رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کا تذکرہ کیا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: تم لوگ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو۔ امام احمد نے کہا کہ اس حدیث کی سند جید ہے۔<sup>1</sup>

سفیان ثوری، ابو حنیفہ، اوزاعی، شافعی اور ان کے اصحاب نے بھی قبرستان میں نماز پڑھنے کو مسکروہ کہا ہے۔ یہ بات ابن عبد البر نے ”التمہید“<sup>2</sup> میں کہی ہے۔

ابن قدامہ نے المغنی میں کہا ہے کہ علی، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم)، عطاء، نخعی اور ابن منذر نے بھی قبرستان میں نماز پڑھنے کو مسکروہ کہا ہے۔<sup>3</sup>

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں: اصحاب مالک، شافعی، احمد اور فقہائے کوفہ میں سے کئی ایک علمائے مالک نے قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنے کی ممانعت کو نفاذ کر کیا ہے۔ متعدد علماء نے اس کی حرمت کی صراحت کی ہے۔ اس میں شک

1 میں نے امام احمد سے متعلق ابو بکر اثرم کے اس کلام کو ابن رجب کی فتح الباری (3/195) سے نقل کیا ہے۔

2 کتاب وقوت الصلاة، باب النوم عن الصلاة

3 المغنی، باب الصلاة في النجاسة و غیر ذلك (2/468)

نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعنت کرنے اور اس معاملہ میں آپ کی سخت  
ممانعت ہی کی وجہ سے علماء و فقہاء نے یہ موقف اختیار کیا ہے۔<sup>1</sup>

---

1 مجموع الفتاویٰ (160/27)

## قبروں کو صاحب بنانے کی صورتیں

آپ یہ جان لیں، اللہ تعالیٰ مجھ پر اور آپ پر رحم فرمائے، کہ قبروں کو مسجدیں بنانے کی تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت: قبر کھلی ہوئی زمین پر ہو، چاہے وہ جگہ قبرستان ہو یا غیر آباد صحراء و بیابان ہو۔ اس کے بعد نمازی وہاں جا کر نماز ادا کرتا ہو۔

دوسری صورت: قبر مسجد کی عمارت کے اندر ہو، چاہے قبر مسجد کی تعمیر سے پہلے سے ہو اور مسجد بعد میں قبر کے اوپر بنی ہو، یا مسجد پہلے سے ہو اور بعد میں اس کی عمارت کے اندر میت کی تدفین ہوئی ہو، چاہے قبر مسجد کے قبلہ کی سمت میں ہو یا مسجد کے پچھلے حصہ میں ہو یا مسجد کے دائیں طرف ہو یا بائیں طرف ہو۔

تیسری صورت: قبر مسجد کے آنگن میں ہو، جیسا کہ آج کل کچھ صاحب میں دیکھنے کو ملتا ہے کہ مسجد کی تعمیر کے وقت اس کی آراضی کا کچھ حصہ بطور آنگن کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے، پھر اس آنگن سے متصل دیوار یا چار دیواری کے ذریعہ مسجد کی زمین کو ہر چار جانب سے گھیر دیا جاتا ہے۔ ان تمام صورت حال میں اگر قبر کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے تو اس کا شمار قبروں کو مسجدیں بنانے ہی میں ہوگا، اس لئے کہ قبر مسجد کے لئے وقف شدہ زمین میں واقع ہے۔

قبروں کو مسجدیں بنانا بہر صورت حرام ہے چاہے قبر نمازی کے آس پاس جہاں پر بھی واقع ہو

آپ یہ بات جان لیں، اللہ ہم پر اور آپ پر رحم فرمائے، کہ قبروں پر بنی ہوئی

مسجد میں نماز پڑھنے کی حرمت ہر حال میں باقی رہتی ہے، چاہے قبر مسجد کے احاطہ میں ہو یا قبرستان میں ہو یا صحراء و بیابان میں ہو، چاہے قبر نمازی کے سامنے ہو یا اس کے پیچھے ہو یا اس کے دائیں طرف یا بائیں طرف ہو، چاہے قبر کھلی زمین میں کھلے آسمان کے نیچے ہو یا مسجد کی عمارت کے اندر ہو، چاہے مسجد کی تعمیر پہلے ہوئی ہو اور میت کو اس میں بعد میں دفن کیا گیا ہو یا قبر پہلے سے ہو اور بعد میں اس پر مسجد تعمیر کی گئی ہو، چاہے قبر اسی منزل میں ہو جہاں نماز پڑھ رہا ہو یا اوپری یا نچلی منزل میں ہو، چاہے قبر مسجد کی عمارت کے اندر ہو یا اس کے آنگن میں ہو، اس لئے کہ مسجد کا آنگن اسی کا حصہ شمار ہوتا ہے۔ چونکہ ان تمام صورت حال میں صاحب قبر کی تعظیم کا پہلو موجود ہے، لہذا ایسی جگہ نماز پڑھنا حرام ہے: اس لئے کہ اسلامی شریعت میں یہ بات معلوم و متحقق ہے کہ شرعی حکم کا وجود یا عدم وجود اس کی علت سے وابستہ ہوتا ہے۔ اگر علت موجود ہے تو شرعی حکم برقرار رہے گا ورنہ نہیں اور یہاں پر علت نماز کی جگہ میں قبر کا پایا جانا ہے، اس کی وجہ سے نماز کی حالت میں نمازی کا دل قبر کی طرف متوجہ ہوتا ہے جبکہ اس کی ساری توجہ حالصتاً اللہ تعالیٰ کی طرف ہونی چاہئے۔

### تنبیہ:

آپ یہ بات جان لیں، اللہ آپ کی حفاظت فرمائے، کہ اگر قبر کی سمت رخ کر کے نماز پڑھی جا رہی ہو تو حرمت اور زیادہ شدید ہو جاتی ہے، اس کے دو اسباب ہیں: پہلا سبب: جب نمازی قبر کو اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھتا ہے تو وہ صاحب قبر کی زیادہ تعظیم کرنے والا ہو جاتا ہے بہ نسبت اس صورت کے جبکہ قبر اس کے سامنے نہ ہو۔

دوسرا سبب: قبر کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں بتوں کی پرستش کرنے



والوں کی مشابہت لازم آتی ہے جو بتوں کو سامنے رکھ کر ان کی عبادت کرتے ہیں اور عبادات میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا بذات خود ایک منکر عمل ہے۔

## دوسری تشبیہ

آپ یہ بات بھی جان لیں، اللہ آپ پر رحم کرے، کہ اس مسجد میں نماز پڑھنے کی حرمت زیادہ سخت ہے جس میں قبر ہو بہ نسبت اس حالت کے کوئی قبر کے پاس نماز پڑھے جہاں مسجد نہ ہو، مثلاً کوئی قبرستان یا بیابان میں موجود قبر کے پاس نماز پڑھے، اس لئے کہ پہلی حالت میں نماز کے لئے نماز پڑھنے کا محرک یہ ہوگا کہ اس مسجد میں قبر موجود ہے اور وہ اس کی تعظیم کر رہا ہے۔ یہ حرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بلند و بالا ذات کی تعظیم میں کمی کرنا ہے جبکہ ہونا یہ چاہئے کہ حنا صلتاً اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم کی جائے اور صرف اسی کی عظمت و قدرت کو دل میں جگہ دی جائے، جس میں کوئی اس کا شریک نہ ہو۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قبر والی مسجد میں نماز پڑھنے کی حرمت زیادہ سخت ہے بہ نسبت ان قبروں کے پاس نماز پڑھنے کے جہاں مسجدیں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت عطا کرنے والا ہے۔

## فصل

قبروں کے پاس نماز پڑھنے کا حکم، یہ نماز صحیح ہوگی یا باطل؟

کوئی سوال کرنے والا یہ سوال کر سکتا ہے کہ ہمیں یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنا حائز نہیں ہے۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز باطل ہو جائے گی اور اسے دہرانا واجب ہو گیا یہ کہ نماز صحیح ہو جائے گی اور نماز پڑھنے والا گنہگار ہوگا؟

جواب: آپ یہ بات جان لیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، کہ قبر کے پاس پڑھی گئی نماز کی صحت کے تعلق سے علماء کا اختلاف ہے۔ کچھ علماء نے اس نماز کو باطل و مترار دیا ہے، کیونکہ حدیث میں اس عمل کو انجہام دینے والے کے لئے لعنت کی بات آئی ہے۔ ان علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کسی متعین کام پر لعنت کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمل باطل ہے۔ جن علماء نے زور دے کر یہ بات کہی ہے ان میں سے ایک ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں: انبیاء، صالحین اور بادشاہوں کی قبروں پر تعمیر شدہ ماحجد کے وجود کو ختم کرنا ضروری ہے، چاہے منہدم کر کے ہو یا کسی دوسرے طریقہ سے ہو۔ اس معاملہ میں معروف علماء کے درمیان مجھے کسی اختلاف کا علم نہیں ہے۔ اس طرح کی ماحجد میں نماز پڑھنا بلا اختلاف مکروہ ہے۔ ہمارے نزدیک ظاہر مسلک کے اعتبار سے اس طرح کی ماحجد میں پڑھی گئی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے، اس لئے کہ احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہے اور اس عمل کو انجہام دینے والے کو لعنت کا مستحق و مترار دیا گیا ہے، نیز کچھ دوسری حدیثیں بھی ہیں جن سے اسی حکم کی صراحت ہوتی ہے۔ اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔<sup>1</sup>

جلال الدین سیوطی شافعی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس قول کو اپنی کتاب ”الأمر

1 اقتضاء الصراط المستقیم (2/675)

بالاتباع و النهی عن الابتداع“ میں نقل کیا ہے۔<sup>1</sup>

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد علامہ ابن قیم<sup>2</sup> رحمہ اللہ کہتے ہیں: قبر والی مسجد میں نماز درست نہیں ہوتی ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور قبر کو مسجد بنانے والے اور قبر پر حیراغ جلانے والے پر لعنت کی ہے۔<sup>3</sup> یہی وہ دین اسلام ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول و نبی کو مبعوث کیا۔ اور آج اس

1 ص 124

2 محمد بن ابی بکر بن سعد زری دمشقی جو ابن قیم الجوزیہ کے نام سے معروف ہیں، آٹھویں صدی کے بلند پایہ عالم تھے۔ مسلسل اپنے استاذ ابن تیمیہ کی صحبت میں رہے، یہاں تک کہ 728ھ میں ان کی وفات ہو گئی۔ ابن قیم اپنے استاذ کے بڑے اور نامور شاگردوں میں سے تھے۔ استاذ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد انہوں نے دعوت اور علمی جہاد کا محاذ سنبھالا، یہاں تک کہ 751ھ میں وفات پا گئے۔ ان کا علم وسیع، دلیل طاقتور اور استنباط باریک بینی پر مبنی ہوتا تھا۔ ان کی بہت ساری تصنیفات ہیں، ان کی مولفات تمام حلقوں میں مقبول ہیں۔ بعد کے لوگوں نے ان کے علم سے خوب استفادہ کیا اور ان پر منحصر ہو کر رہ گئے۔ ہمیشہ صحیح اسلامی عقیدے کی نصرت و حمایت کے لئے سینہ سپر رہے۔ اپنے نشری اور منظوم کلام کے ذریعہ اہل بدعت کا رد کیا، خاص طور پر اہل فلسفہ، متجوریوں، اللہ کے اسماء و صفات کے باب میں تاویل کرنے والوں اور اہل تصوف کے رد میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی وسیع رحمت کی بارش برسائے۔ انہوں نے اور ان کے استاذ ابن تیمیہ نے اللہ کے دین کی تجدید کا فریضہ انجام دیا۔ دونوں امت اسلامیہ کی زندگی میں تاریخی موڑ ثابت ہوئے۔ ان کے مفصل حالات زندگی کے لئے دیکھئے ابن العماد کی ”شذرات الذهب“ اور ابن رجب کی ”طبقات الحنابلة“۔ شیخ بکر بن عبد اللہ ابو زید رحمہ اللہ نے ان کے سوانح نگاروں کی علمی کاوشوں کو اپنی کتاب ”ابن قیم الجوزیہ حیاتہ و آثارہ“ میں جمع کر دیا ہے۔

3 ابن قیم رحمہ اللہ کا اشارہ اس حدیث نبوی کی طرف ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں پر مساجد بنانے والوں اور ان پر حیراغ روشن کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔ اس حدیث میں وارد لفظ ”السرچ“ پر کلام پیچھے گزر چکا ہے۔ وہاں یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قبروں پر حیراغ جلانا جائز ہے، بلکہ یہ ممنوع ہے کیونکہ اس میں مدفون کے ساتھ عنلو ہے، یہ دین میں ایجاد کردہ ایک نئی بدعت ہے اور مال کی بربادی کا سبب ہے۔

دین کی اجنبیت کی جو حالت ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔<sup>1</sup>

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح کی بات کہی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ائمہ مسلمین میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا ہے کہ قبر کے پاس نماز و دعا قبروں سے حلالیٰ صاحب میں نماز و دعا سے افضل ہے۔ بلکہ علمائے مسلمین کا اس پر اتفاق ہے کہ جو صاحب قبروں کے اوپر نہیں ہیں، ان میں نماز و دعا قبروں پر بنی ہوئی صاحب میں نماز و دعا سے افضل ہے، بلکہ قبروں پر بنی ہوئی صاحب میں نماز و دعا کی ممانعت ہے اور اس نماز و دعا کے مسکروہ ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ بہت سے علماء نے اس نماز و دعا کی حرمت کی صراحت کی ہے بلکہ قبر والی مسجد میں پڑھی گئی نماز کے باطل ہونے کی بات کہی ہے۔<sup>2</sup>

حاصل کلام یہ ہے کہ جب مہور علماء قبروں کے پاس پڑھی گئی نماز کے باطل ہونے کی بات کہتے ہیں۔ کچھ علماء نے یہ کہا ہے کہ قبروں کے پاس پڑھی گئی نماز درست ہے، اسے دہرانا ضروری نہیں ہے، لیکن ایسا کرنے والے نے ایک کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔ ان دونوں حالتوں میں قبر کے پاس نماز پڑھنے والا گنہگار ہوتا ہے، اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ قبر کے پاس پڑھی گئی نماز کے باطل ہونے کی بات زیادہ قوی ہے جیسا کہ آپ نے دلائل کی روشنی میں ملاحظہ کیا۔ لہذا اس سے بچنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم

## ایک استثناء

آپ یہ بات سمجھ لیں، اللہ تعالیٰ مجھ پر اور آپ پر رحم فرمائے، کہ قبروں کے

1 زاد المعاد (3/572)

2 اقتضاء الصراط المستقیم (2/774-775)

پاس جس نماز کو ادا کرنے کی ممانعت ہے اس سے سراد رکوع و سجود والی نماز ہے۔ البتہ جس کی مسجد میں نماز جنازہ فوت ہو گئی ہے اس کے لئے قبرستان میں نماز جنازہ ادا کرنا حبانز ہے۔ اس کی دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ مسجد نبوی کی صفائی کرنے والے ایک سیاہ فام شخص یا سیاہ فام خاتون کا انتقال ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہ کرام نے خبر دی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: تم لوگوں نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں دی؟ تم لوگ مجھے اس کی قبر پر لے چلو یا فرمایا کہ تم لوگ مجھے اس خاتون کی قبر پر لے چلو، پھر آپ ان کی قبر کے پاس آئے اور نماز جنازہ ادا کی۔<sup>1</sup>

## ایک شبہ اور اس کا جواب

کچھ اہل علم نے یہ سمجھا ہے کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت کی علت مردوں کے پیپ وغیرہ کی نجاست ہے جو قبر کے آس پاس کی زمین سے ملوث ہو جاتی ہے، لیکن معاملہ یہ نہیں ہے جیسا کہ کچھ لوگوں نے سمجھا ہے۔ ہم اس موقف کی تردید میں نیچے چھ اسباب کو نقل کر رہے ہیں جو ابن تیمیہ<sup>2</sup> اور ان کے شاگرد ابن قیم<sup>3</sup> رحمہما اللہ کے کلام کا خلاصہ ہیں:

پہلا سبب: قبروں کے آس پاس نماز پڑھنے کی یہ علت حدیث میں مذکور نہیں ہے اور نہ ہی نصاً یا ظاہراً کسی بھی اعتبار سے حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ یہ وہ علت ہے جس کا لوگوں نے اپنی سوچ و فکر سے گمان کیا ہے اور اندازہ لگایا ہے۔ اس کی صحیح

1 صحیح بخاری (458) روایت کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم (956)

2 دیکھئے: مجموع الفتاویٰ (27/159-160)

3 دیکھئے: إغاثة اللہقان، ص 339-342

علت دوسرے علماء نے بیان کی ہے اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے دور کے سلف و خلف میں سے متعدد علمائے کرام نے اس علت کو ذکر کیا ہے۔ وہ علت مشرکین سے مشابہت ہے اور یہ اندیشہ ہے کہ یہ کام شرک کے ارتکاب کا ذریعہ بن جائے گا۔

دوسرا سبب: اگر مٹی کے نجس ہونے کو ممانعت کی علت مان لیا جائے تو پھر انبیائے کرام کی قبروں کے معاملہ میں یہ علت باقی نہیں رہتی، حالانکہ ان کی قبروں کے پاس بھی نماز کی ممانعت ہے جبکہ ان کی قبریں آلائش سے آلودہ نہیں ہوتیں اور نہ اصلاً قبروں کے اندر ان کا جسم بوسیدہ ہوتا ہے، ان کی قبروں کی مٹی کے نجس ہونے کا امکان نہیں رہتا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کو کھانے کو حرام کر دیا ہے۔<sup>1</sup> وہ اپنی قبروں میں تروتازہ ہوتے ہیں، لہذا ان کے قبروں کی مٹی پاک ہے۔

تیسرا سبب: نمازی جب قبر کے پاس نماز پڑھتا ہے تو قبر کے اندر کی ناپاک مٹی سے اس کا کوئی سابقہ نہیں پڑتا ہے، اس کے اور قبر کے اندر کی ناپاک مٹی کے درمیان ایک رکاوٹ ہوتی ہے، وہ یا تو پاک مٹی ہوتی ہے یا پھانے کی کوئی پاک چیز ہوتی ہے۔

چوتھا سبب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی قبروں کو کھودا کر ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو دوسری جگہ منتقل کروا دیا تھا، لیکن قبر کے اندر کی مٹی کو منتقل کرنے کا حکم آپ نے نہیں دیا تھا۔ اگر قبرستان میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی علت مسردوں کی پیپ کی نجاست ہوتی جو مٹی میں ملوث ہو جاتی ہے تو آپ قبر کے اندر کی مٹی کو بھی منتقل کرنے کا حکم دیتے۔

1 اس باب میں وارد حدیث کے لئے دیکھئے: سنن ابی داؤد (1047) سنن نسائی (1373) سنن ابن ماجہ (1085) مسند احمد (8/4) روایت اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ کی ہے، شیخ البانی نے اسے صحیح مترا دیا ہے۔

پانچواں سبب: قبر یا قبرستان کی زمین کا نجس ہونا قبروں کو بت بنا کر پوجنے کا وسیلہ و ذریعہ نہیں ہے جبکہ قبروں کو بت بنا لینا وہاں پر نماز پڑھنے کی ممانعت کی علت ہے۔ اور احادیث میں بھی اس علت کا ذکر ہے، لہذا زمین یا مٹی کی نجاست کو قبروں کے پاس نماز نہ پڑھنے کی علت مقرر دینا صحیح نہیں ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ<sup>1</sup> اور ان کے بعد حلال الدین سیوطی شافعی<sup>2</sup> رحمہما اللہ نے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔

چھٹا سبب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ قبرستان اور حمام کو چھوڑ تمام روئے زمین نماز پڑھنے اور سجدہ کرنے کی جگہ ہے۔ اگر قبرستان اور حمام میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا سبب نجاست ہوتی تو پیشاب پاخانے، کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ اور جانوروں کو ذبح کرنے کی جگہ کا ذکر قبرستان سے پہلے خصوصیت کے ساتھ ہوتا۔

مختصر یہ کہ جسے شرک اور اس کے اسباب و ذرائع کا علم ہے اور جسے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد کا علم ہے وہ بلا خوف تردید پوری قطعیت سے یہ بات کہے گا کہ قبروں کو عبادت گاہ بنا لینے والوں پر لعنت اور اس کام کی ممانعت میں مبالغہ کا سبب نجاست نہیں ہے بلکہ اس کا سبب شرک کی نجاست ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والا اپنے دامن کو آلودہ کر لیتا ہے۔

## ایک دوسرا شبہ اور اس کا ازالہ

ابن حبان نے اپنی کتاب ”المجروحین“ میں عن بکر بن زیاد الباہلی، عن عبد اللہ بن المبارک، عن سعید بن

1 دیکھئے ”اقضاء الصراط المستقیم“ (2/678)

2 دیکھئے حلال الدین سیوطی کی کتاب ”الأمر بالاتباع و النهی عن الابتداع“، ص 136

أبي عروبة، عن زرارة بن أوفى عن أبي هريرة رضى الله عنه كى سند سے نقل كىا ہے كه اللہ كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے راتوں رات بیت المقدس كى سير كرائى گئی تھی، اس سفر میں جبریل عليہ السلام میرے ساتھ میرے والد (ابراہیم) عليہ السلام كى قبر كے پاس سے گزرے تو کہا: اے محمد! آپ سواری سے اتر كے یہاں دو ركعات نماز ادا كیجئے۔ یہ آپ كے والد ابراہیم كى قبر ہے۔

پھر جبریل میرے ساتھ بیت لحم سے گزرے تو کہا: یہاں سواری سے اتر كے دو ركعات نماز ادا كیجئے، یہاں آپ كے بھائی عیسیٰ عليہ السلام كى ولادت ہوئی تھی، پھر وہ میرے ساتھ صحنہ كے پاس آئے اور کہا: یہاں پر آسمان تك حبان كى ایک سیڑھی ہے۔

ابن حبان كہتے ہیں: راوى نے ایک طویل كلام نقل كىا ہے جسے ذكر كرنا مجھے پسند نہیں ہے۔ كچھ لوگوں كا خیال ہے كه اس حدیث سے قبروں كے پاس نماز پڑھنے كا جواز معلوم ہوتا ہے۔ اس كا جواب یہ ہے كه یہ موضوع (گڑھی ہوئی) حدیث ہے۔ اسے ابن حبان نے حدثنا محمد بن أحمد بن إبراهيم (بالرملة) قال: حدثنا عبدالله بن سليمان بن عميرة البلوى المقدسى قال: حدثنا بكر بن زياد الباهلى كى سند سے نقل كىا ہے۔ آگے وہی سند ہے جو اوپر گزرى۔

ابن حبان نے راوى بكر كے بارے میں كہا ہے كه یہ بہت زیادہ دجبل و فریب كرنے والے شیخ ہیں، ثقہ راویوں كے حوالہ سے حدیثیں گڑھتے ہیں۔ ان كى مسرویات كو كتابوں میں صرف مدح و بصرح كے لئے نقل كرنا جائز ہے۔ ذہبی نے ”میزان الاعتدال“ میں كہا ہے كه ابن حبان نے سچ كہا ہے<sup>1</sup>، اسی وحب سے ذہبی نے اسے ”ترتيب الموضوعات“<sup>2</sup> میں ذكر كىا ہے۔

1 (61/2) (بكر بن زياد كے احوال كے تحت)

2 روايت نمبر (8)



شوکانی نے اسے ”الفوائد المجموعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ“<sup>1</sup> میں نقل کیا ہے۔ ابن الجوزی نے اسے ابن حبان کی سند سے اپنی کتاب ”الموضوعات من الأحادیث المرفوعات“<sup>2</sup> میں نقل کیا ہے۔

## قبروں پر مسجدیں بنانے کا مسئلہ

لوگوں نے صرف قبروں کے پاس نماز پڑھنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہوں نے قبروں پر مسجدیں تعمیر کر لیں تاکہ قبروں کے پاس مستقل نماز پڑھی جائے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے، چاہے وہ فرض نمازیں ہوں یا نفل۔ اس سلسلہ میں ان کا یہ اعتقاد تھا کہ اس طرح کی صاحب میں پڑھی جانے والی نماز احبر و ثواب کے اعتبار ان صاحب کی نماز سے افضل ہے جو قبروں سے حنالی ہوں۔ ان کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ قبر والی صاحب میں دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے بہ نسبت ان صاحب کے جہاں قبریں نہیں ہیں۔ بلکہ کچھ لوگ تو بہت بڑا سرمایہ خرچ کر کے مسجد تعمیر کرتے ہیں، پھر یہ وصیت کرتے ہیں کہ ان کے انتقال کے بعد انہیں اسی مسجد میں دفن کیا جائے۔

اس سلسلہ میں اگر ہم سنت نبوی کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر مسجد بنانے والے پر لعنت کی ہے اور واضح طور پر یہ خبر دی ہے کہ یہ قیامت کے دن بدترین لوگوں میں سے ہوں گے۔

1 ص 441

2 (162/1)

## فصل

### قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنے کی ممانعت سے متعلق دلائل

اس زیر نظر تحریر کے آغاز میں قبروں کو صاحب بنانے کی ممانعت سے متعلق صحیح احادیث نبویہ سے نو دلائل پیش کئے جا چکے ہیں۔ ان دلائل سے اس بات کی وضاحت ہو چکی ہے کہ قبروں کو صاحب بنانے کی بدترین صورت قبروں پر صاحب کی تعمیر ہے۔

یہ دسویں حدیث خاص طور پر قبروں پر صاحب تعمیر کرنے کی ممانعت کی صراحت کرتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک گرجا گھر کا تذکرہ کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں جب کسی نیک آدمی کا انتقال ہو جاتا تو یہ لوگ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر لیتے تھے اور اس میں یہ تصویر بنالیا کرتے تھے۔ یہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بدترین لوگ ہوں گے۔<sup>1</sup>

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء، علماء اور نیک لوگوں کی قبروں کو صاحب بنالینا مسلمانوں کے لئے حرام ہے۔<sup>2</sup>

ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ کی طرح نیک لوگوں کی قبروں پر صاحب تعمیر کرنا اور ان میں تصویریں بنالینا حرام ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں کام انفرادی طور پر بھی حرام ہی ہیں۔ انسانوں کی تصویریں بنانا

1 صحیح بخاری (427) صحیح مسلم (528) روایت کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

2 "التمہید" کتاب الجامع، باب ما جاء في إجلاء اليهود من المدينة (14/326)

بھی حرام ہے اور قبروں پر صاحب تعمیر کرنا بھی بذات خود حرام کام ہے جیسا کہ دوسرے نصوص سے اس کی صراحت ہوتی ہے۔<sup>1</sup>

گیارہویں دلیل: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں کو صاحب بنانے والوں اور ان پر چپراغیاں کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔<sup>2</sup>

بارہویں دلیل: قبروں پر صاحب کی تعمیر کی ممانعت کی یہ دلیل قرآن میں موجود ہے۔<sup>3</sup>

ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو حکم حدیث 4 سے معلوم ہوتا ہے وہی حکم قرآن سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ وہ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے: ”قال الذين غلبوا على امرهم لنتخذن عليهم

1 ابن رجب کی فتح الباری، شرح حدیث نمبر (427)

2 اس روایت کو امام ابو داؤد (3236) امام ترمذی (320) امام نسائی (2042) اور امام احمد (1/229) نے نقل کیا ہے۔ شیخ البانی نے السلسلۃ الضعیفۃ (225) میں ایک لفظ ”السرچ“ جو کہ ضعیف ہے، کے علاوہ پوری روایت کو صحیح لکھ دیا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قبروں پر چپراغ وغیرہ جلانا جائز ہے، بلکہ یہ ممنوع ہے، اس لئے کہ اس سے قبروں کی تعظیم کا اظہار ہوتا ہے۔ قبروں پر چپراغ جلانے والوں کا مقصد میت کی تعظیم ہوتا ہے تاکہ اس کی قبر تاریک نہ رہے۔ یہ واضح طور پر معلوم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام میں سے کسی نے انتقال سے پہلے یہ وصیت نہیں کی تھی کہ ان کی قبر پر روشنی کی جائے۔ اگر یہ کام مشروع ہوتا تو وہ اس کے سب سے زیادہ مستحق تھے کہ ان کی قبریں روشن کی جائیں۔ قبروں پر چپراغیاں کرنے کے تعلق سے مزید باتیں آگے آئیں گی۔

3 میں نے قوت استدلال کا لحاظ کرتے ہوئے قرآن مجید سے ماخوذ اس دلیل کو بعد میں ذکر کیا ہے، اس لئے کہ اوپر احادیث کی شکل میں جو دلائل گزرے ہیں وہ قبروں پر صاحب تعمیر کرنے کی ممانعت کو کھلے الفاظ میں بیان کرتے ہیں جبکہ قرآن کی اس آیت کا مفہوم اس ممانعت پر دلالت کر رہا ہے، یعنی یہ آیت سے مستنبط کی گئی دلیل ہے۔

4 اس سے مراد وہ حدیث ہے جس میں آیا ہے کہ یہود پر اللہ کی لعنت ہو، ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیں۔

مسجداً“<sup>1</sup> (ترجمہ: جن لوگوں نے ان کے بارے میں غلبہ پایا وہ کہنے لگے کہ ہم تو ان کے آس پاس مسجد بنالیں گے۔) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مسجدوں پر قبریں بنانے کو غلبہ حاصل کرنے والوں کا عمل فترار دیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس فعل شنیع کی بنیاد طاقت، غلبہ اور خواہشات کی پیروی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ جو ہدایت نازل کی ہے اس کی اتباع کرنے والے اہل علم و فضل کا یہ کام نہیں ہے۔<sup>3</sup>

میں کہتا ہوں: شیخ مقبل بن ہادی وادعی<sup>4</sup> رحمہ اللہ نے اس آیت کے تعلق سے ایک فائدہ مجھے تحریری شکل میں دیا۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اصحاب کہف کی قوم کے لوگ کافر تھے۔ اس کی دلیل اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ”و کذلک أعتزنا علیہم ليعلموا أن وعد الله حق“ (ترجمہ: ہم نے اس طرح لوگوں کو ان کے حال سے آگاہ کر دیا کہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے۔) اور وہ شخص کافر ہے جسے اللہ کے وعدہ کے سچا ہونے کا یقین نہ ہو۔

میں کہتا ہوں: جب یہ بات واضح ہو گئی کہ قبروں پر مسجدیں بنانا کفار کا طریقہ

1 سورة الكهف: 21

2 یہ شاید سبقتِ قلم ہے، اس میں شک نہیں کہ ان کی مراد قبروں پر مسجد بنانا ہے۔

3 فتح الباری، کتاب الصلاة باب هل تنبش قبور الجاهلیة (3/193)

4 علامہ، محدث، یمن میں سلفی دعوت کے مجدد شیخ مقبل بن ہادی ہمدانی وادعی نے مکہ اور مدینہ میں رہ کر علم دین حاصل کیا، پھر اپنے شہر آکر سلفی دعوت کی ترویج کے لئے کام کیا۔ ”دماج“ قصبہ میں انہوں نے دارالحدیث کے نام سے ایک علمی ادارہ قائم کیا۔ دنیا بھر سے طلبائے علوم دینیہ وہاں ان کے پاس پہنچے اور ان سے استفادہ کر کے اپنی علمی پیاس بجھائی۔ ان میں سے کچھ لوگ علماء کی صف میں شامل ہوئے۔ =

= شیخ مقبل کی چالیس سے زائد مؤلفات بھی ہیں۔ سن 1422ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے حالات زندگی کے لئے دیکھئے حمید بن متائد عتمی کی کتاب ”الابھاج بترجمة العلامة المحدث أبي عبدالرحمن مقبل بن هادی

وادعی و دارالحدیث بدماج“ ناشر: دار شرقین، صنعاء

ہے تو بندہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ کفار جیسا کام کرنے سے بچے اور ان کے اس مبعوض عمل کو ترک  
دے۔

تیسرے ہوں دلیل: صحابہ کرام، تابعین عظام اور شروع کی تین فضیلت یافتہ صدیوں  
کے لوگوں کا مساجد میں مردوں کو دفن نہ کرنے اور قبروں پر مساجد تعمیر نہ  
کرنے پر اجماع ہے جبکہ ان کے زمانے کے فوت شدہ افراد لوگوں میں سب سے افضل اور  
خیر امت کا درجہ رکھتے تھے۔

قبروں پر مساجد بنانے کی کراہت کے تعلق سے صحابہ کرام سے منقول آثار  
میں سے ایک اثر وہ ہے جسے ابن ابی شیبہ نے اپنی ”مصنف“ میں انس رضی اللہ عنہ کے  
بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ اس کام کو مکروہ<sup>1</sup> سمجھتے تھے کہ کوئی شخص قبروں کے درمیان  
مسجد بنائے۔<sup>2</sup>

قبروں پر مسجدیں بنانے کی کراہت سے متعلق تابعین سے منقول آثار میں سے  
ایک وہ ہے جسے ابن ابی شیبہ نے اپنی ”مصنف“ میں اپنی سند سے ابراہیم نخعی سے نقل کیا ہے  
کہ وہ قبر پر مسجد بنانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔<sup>3</sup>

البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابراہیم سے ابراہیم ابن یزید نخعی مراد ہیں جو امام وقت تھے۔ وہ  
صغار تابعین میں سے ہیں، انہوں نے 96ھ میں وفات پائی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ  
انہوں نے اس علم و حکمت کو ان صحابہ کرام سے حاصل کیا ہو گا جن کا زمانہ انہوں نے پایا  
تھا۔ اس میں اس بات کی قطعی دلیل موجود ہے کہ صحابہ و تابعین آپ صلی اللہ

1 متقدمین کے یہاں کراہت کا کیا مطلب ہوتا ہے اس کی وضاحت پیچھے کی جا چکی ہے، ان کے  
یہاں اس سے حرمت مراد ہوتی ہے۔

2 نمبر (7579)

3 مصنف ابن ابی شیبہ (11743)

علیہ وسلم کے بعد بھی قبروں سے متعلق اس حکم کے باقی ہونے کے قائل تھے۔<sup>1</sup>

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسی طرح وہ صاحبِ جو قبر کے اوپر تعمیر کی گئی ہیں جنہیں مشاہد (مزار) کہا جاتا ہے، اسلام میں نئی بدعت ہے اور ان مزارت کی طرف سفر کر کے جانا بھی نئی بدعت ہے۔ اس طرح کی کوئی چیز شروع کی تین فضیلت یافتہ صدیوں میں تعمیر نہیں کی گئی تھی۔<sup>2</sup>

ابن تیمیہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ قبروں پر مسجدیں بنانے کا رواج تیسری صدی ہجری میں ہوا۔ وہ کہتے ہیں: مزاروں کا ظہور اور ان کا چلن اس وقت ہوا جب بنو عباس کی خلافت کمزور ہو گئی اور امت تفرقت و انتشار کا شکار ہو گئی۔ مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے زندیقوں کی کثرت ہو گئی اور اہل بدعت کی باتیں ان میں عام ہونے لگیں۔ یہ ساری برائیاں مقتدر کے دور حکومت میں شروع ہوئیں جو تیسری صدی ہجری کے اواخر کا زمانہ تھا۔ اسی دور میں مغرب کے علاقے میں فترامطہ عبیدہ و تداحیہ کا ظہور ہوا۔ ان میں سے اکثر لوگوں کے اندر زندگی اور بڑی و نمایاں بدعات موجود تھیں۔<sup>3</sup>

1 تحذیر الساجد، ص 92-93

2 الاستغاثۃ فی الرد علی البکری، ص 334-335

3 مجموع الفتاویٰ (27/466)

## فصل

قبروں پر صاحبِ د کی تعمیر چاروں مالک میں حرام ہے، اس کی حرمت پر علماء کا اجماع ہے

اس سلسلہ میں احادیث میں وارد حرمت کی بنیاد پر چاروں مالک کے علماء قبروں پر مسجدیں بنانے کی حرمت کے قائل ہیں۔ اس تعلق سے ان کے اقوال 1۔ مندرجہ ذیل ہیں:

### احناف کا مسلک

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد شیبانی رحمہ اللہ کا قول ہے: قبر کے باہر کسی بھی چیز کے اضافہ کے ہم قائل نہیں ہیں۔ قبروں کی چونہ کاری، اسے مٹی سے لپیٹنا یا اس کے پاس نماز پڑھنا ہمارے نزدیک مکروہ ہے۔ 2۔ احناف کے یہاں مطلق کرہت تحریم کے لئے ہوتی ہے، یہی ان کے یہاں معروف ہے۔

ڈاکٹر شمس الدین افغانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”جہود علماء الحنفیۃ فی إبطال عقائد القبریۃ“ میں ایک فصل کے تحت قبروں پر تعمیر کے سلسلہ میں قبر پر ستوں کے عتائد کے ابطال میں علماء احناف کی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔ پھر اس موضوع سے متعلق کچھ شبہات کا ذکر کر کے ان کا جواب دیا ہے۔ 3۔

1۔ میں نے ان علماء کے اقوال اور کچھ شبہات علامہ البانی رحمہ اللہ کی تالیف کردہ نفیس کتاب ”تخذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد“ سے نقل کیا ہے۔

2۔ کتاب ”آثار“ ص 45

3۔ دیکھئے: صفحات 1613-1646

## مالکی کا مسلک

فترطی اپنی کتاب ”الجامع لأحكام القرآن“ میں لکھتے ہیں: قبروں پر مساجد بنانا، ان میں نماز پڑھنا، قبروں پر عمارت بنانا اور اس قبیل کے دیگر امور جن کی ممانعت احادیث میں وارد ہے، جائز نہیں ہیں۔ پھر انہوں نے ان تمام کاموں کی ممانعت پر دلالت کرنے والی احادیث کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے: ہمارے علماء کہتے ہیں کہ اس سے مسلمانوں کے لئے انبیاء اور علماء کی قبروں کو مساجد بنانے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ائمہ نے ابو مرثد عنہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تم لوگ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ قبروں پر بیٹھو۔ یعنی قبروں کو قبلہ نہ بناؤ کہ ان پر نماز پڑھنے لگو یا ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا، اس لئے کہ یہ قبر میں مدفون انسان کی عبادت کا سبب بنے گا جیسے کہ یہ بتوں کی عبادت کا سبب بنا۔<sup>1</sup>

میں کہتا ہوں: شیخ محمد امین بن محمد مختار شنفی رحمة اللہ جو مالکی مسلک کے علمائے متاخرین میں سے ہیں، نے قبروں کے پاس نماز پڑھنے اور ان پر مساجد بنانے کی حرمت پر مفصل کلام کیا ہے۔ ان کا یہ کلام ان کی کتاب ”أضواء البيان“ میں سورۃ الحجبر کی آیت ”و لقد کذب أصحاب الحجر المرسلین“ کی تفسیر کے تحت موجود ہے۔

## شافعی کا مسلک

امام شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”الام“ میں لکھتے ہیں: قبر پر مسجد تعمیر کرنا میرے

1 الجامع لأحكام القرآن (10/388-389) تفسیر سورۃ الکھف: 21



نزدیک مسکروہ ہے۔ 1۔

نوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: شافعی اور اصحاب کے نصوص قبر پر مسجد تعمیر کرنے کے مسکروہ ہونے پر متفق ہیں، چاہے میت صلاح و تقویٰ میں مشہور ہو یا نہ ہو، اس لئے کہ اس تعلق سے وارد احادیث میں عموم پایا جاتا ہے۔ 2۔

جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”الأمر بالاتباع و النهی عن الابتداع“ میں لکھتے ہیں: ”ان کے علاوہ دیگر نئی بدعات مثلاً قبروں کے پاس نماز پڑھنا، انہیں صاحب بنا لینا اور ان پر مسجد تعمیر کرنا، ان سب کی ممانعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ ان کاموں کے کرنے والے کے لئے سخت وعید بھی آئی ہے۔ قبروں پر مسجد تعمیر کرنے والے اور قبر کے پاس قندیل، موم بتی اور چیراغ جلانے والے پر حدیث میں لعنت کی گئی ہے۔ نیز مختلف مالک کے علماء نے اس کی ممانعت کی صراحت کی ہے، کیونکہ احادیث میں بھی ان کاموں کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ اس کے بعد ان کاموں کی حرمت میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا ہے۔ پھر انہوں نے جناب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نقل کی ہے۔ 3۔

---

1 الأم، کتاب الجنائز باب ما یكون بعد الدفن۔ یہ بات پیچھے گزر چکی ہے کہ متقدمین کے نزدیک کراہت سے حرمت مراد ہوتی ہے۔

2 المجموع (289/5) عن تریب ہی ان شاء اللہ اس تعلق سے جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ کا کلام اور انہوں نے قبروں پر مسجد تعمیر کرنے کی ممانعت پر علماء کا جو اتفاق نقل کیا ہے اسے پیش کیا جائے گا۔

3 ص 129-130 معمولی اختصار کے ساتھ

## حنابلہ کا مسلک

ابن قدامہ رحمہ اللہ کا قول ہے: اس حدیث<sup>1</sup> کی وجہ سے قبروں پر صاحب بننا حائز نہیں ہے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: یہود پر اللہ کی لعنت ہو، ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیں۔ آپ نے امت کو یہود و نصاریٰ کے اس فعل بد سے بچنے کی تاکید کی۔ متفق علیہ

اس کی وجہ یہ ہے کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنے کے لئے اسے حناص کرنا ویسے ہی ہے جیسے بتوں کو سجدہ کر کے اور اس کا تقرب اختیار کر کے اس کی تعظیم کی جائے۔ ہمیں یہ بات بتائی گئی ہے کہ بت پرستی کی ابتداء سردوں کی تعظیم سے ہوئی جبکہ ان کی تصویریں بنائی گئیں، انہیں تبرک کے لئے چھوا گیا اور ان کے پاس نماز پڑھی جانے لگی۔<sup>2</sup>

ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے جس میں قبر ہو اور لوگ وہاں جماعت و جمعہ کے لئے جمع ہوتے ہوں یا نہیں صحیح ہے؟ اور کیا قبر کو ہموار کیا جائے گا یا اس پر کوئی رکاوٹ یا دیوار بنائی جائے گی؟

انہوں نے جواب دیا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قبر کے اوپر مسجد تعمیر نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تم سے پہلے کے لوگ قبروں کو مسجدیں بنا لیا کرتے تھے، خبردار! تم لوگ قبروں کو مسجدیں نہ بنانا۔ میں تم لوگ کو اس سے روک رہا ہوں۔

کسی میت کو مسجد میں دفن کرنا حائز نہیں ہے۔ اگر مسجد سردہ کی تدفین سے پہلے سے ہو تو پھر قبر کو وہاں سے ہٹایا جائے گا یا تو قبر کو زمین سے برابر کر کے اس کا نام و نشان

1 اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: قبروں کی زیارت کرنے والی

عورتوں اور ان پر صاحب بنانے والوں پر اللہ نے لعنت کی ہے

2 المغنی (3/441) اختصار کے ساتھ

مٹا دیا جائے گا یا پھر اگر قبر نئی ہو تو قبر کھود کر لاش کو دوسری جگہ منتقل کیا جائے گا۔ اگر مسجد قبر کے بعد بنائی گئی ہے تو یا تو مسجد کو وہاں سے ختم کیا جائے گا یا پھر قبر کی شکل کو مٹا دیا جائے گا۔ قبر پر بنی ہوئی مسجد میں کوئی مندرض یا نفل نماز نہیں ادا کی جائے گی، اس لئے کہ شریعت میں اس کی ممانعت کی گئی ہے۔<sup>1</sup>

ابن تیمیہ کا یہ قول بھی ہے: قبروں کو صاحب بنالینے کی ممانعت میں قبروں پر صاحب کی تعمیر اور قصد قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت بھی شامل ہے۔ یہ دونوں چیزیں علماء کے نزدیک متفقہ طور پر ممنوع ہیں۔ علماء نے قبروں کے اوپر صاحب تعمیر کرنے سے منع کیا ہے بلکہ اس کی حرمت کی صراحت کی ہے اور نص سے بھی یہی حکم معلوم ہوتا ہے۔<sup>2</sup>

ابن قیم رحمہ اللہ نے منافقین کی تعمیر کردہ مسجد ضرار کے واقعہ سے متنبظ فوائد کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے: ان فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ کسی ایسے کام کے لئے وقف صحیح نہیں ہے جو نیکی اور تقرب الہی کے دائرہ سے خارج ہو، اس کا اعتبار کرتے ہوئے اس مسجد ضرار کے لئے بھی وقف صحیح نہیں تھا۔ اسی بنیاد پر قبر پر تعمیر شدہ مسجد کو منہدم کر دیا جائے گا، اسی طرح پہلے سے تعمیر شدہ مسجد میں اگر کسی میت کو دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر کھود کر لاش کو دوسری جگہ منتقل کیا جائے گا۔ امام احمد وغیرہ نے نصاً اس کی صراحت کی ہے۔ دین اسلام میں مسجد اور قبر ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، ان دونوں میں جو بھی دوسرے سے موخر ہو اس سے روکا جائے گا اور جو پہلے سے موجود ہو اسے باقی رکھا جائے گا۔ اگر دونوں کو ایک ساتھ وجود میں لایا گیا ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ نہ ایسی مسجد کے لئے وقف صحیح ہوگا اور نہ ایسی قبر والی مسجد میں نماز درست ہوگی، اس لئے کہ اللہ کے رسول

1 مجموع الفتاوی (22/194-195)

2 اقتضاء الصراط المستقیم (2/774-775)

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور قبر کو مسجد بنانے والے یا قبر پر چپراغیاں کرنے والے پر لعنت کی ہے۔ یہی وہ دین اسلام ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول و نبی کو مبعوث کیا تھا، لیکن آج لوگوں کی زندگی میں اس دین کی اجنبیت کی جو حالت ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔<sup>1</sup>

ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”زاد المعاد“ میں غزوہ طائف کے فوائد کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ شرک اور طاغوت کی پرستش کے اڈوں کو منہدم کرنے اور مٹانے کی قدرت حاصل ہونے کی صورت میں انہیں ایک دن بھی باقی رکھنا حبانہ نہیں ہے، اس لئے کہ یہ کفر اور شرک کی علامتیں ہیں اور ان جگہوں پر جو کچھ انخام دیا جاتا ہے وہ سنگین ترین منکرات ہیں، لہذا یقینی طور پر حتم کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود انہیں برداشت کرنا حبانہ نہیں ہے۔ یہی حکم ان مزاروں کا بھی ہے جنہیں قبروں کے اوپر تعمیر کیا گیا ہے اور انہیں بت اور طاغوت بنا کر اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کی جاتی ہے۔ نیز ان پتھروں کا بھی یہی حکم ہے جن کی تعظیم، تبرک کے حصول، نذر و نیاز اور چومنے کے لئے ان کا قصد کیا جاتا ہے۔ ان سب کو مٹانے کی قدرت رکھنے کی صورت میں انہیں روئے زمین پر باقی رکھنا حبانہ نہیں ہے۔ ان میں سے بہت سے شرک کے اڈے قدیم معبودان باطلہ لات، عزی اور تیسرے منات کی شکل اختیار کر چکے ہیں جہاں پر آہنری درجہ کے سنگین شرکیہ اعمال انخام دیئے جاتے ہیں۔ اس باطل پرستی کے مقابلہ کے لئے اللہ ہی سے مدد کی ضروری ہے۔<sup>2</sup>

ابن قیم رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس درخت کو کاٹ دیئے جانے کا تذکرہ کیا ہے جہاں بیعت رضوان ہوئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ اس

1 زاد المعاد فی ہدی خیر العباد (3/572)

2 زاد المعاد (3/506)

سے بھی زیادہ بڑی بات یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کو منہدم کر دیا۔ اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ جو چیز فساد و بگاڑ کے اعتبار سے اس سے بھی بڑھ کر ہو تو اسے بھی منہدم کر دیا جائے گا مثلاً وہ صاحب جو قبروں کے اوپر تعمیر کی گئی ہیں۔ ان کے بارے میں اسلام کا یہی حکم ہے کہ انہیں مکمل طور پر منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا جائے۔ مسجد ضرار سے بھی زیادہ ان صاحب کا انہدام ضروری ہے۔<sup>1</sup>

اس کے بعد مقید عن اللہ عنہ کہتے ہیں: مالک اربعہ کے علماء کے علاوہ میں سے علامہ محمد بن علی شوکانی<sup>2</sup> رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ بات کیسے کہی جاتی ہے کہ مسلمانوں نے اس منکر عمل پر نکیر نہیں کی جبکہ وہ اس کی ممانعت کے دلائل کو ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں اور اس فعل بد کو انجام دینے والے کے لئے لعنت کی بات ہمیشہ بتاتے رہے ہیں۔ ہر زمانہ میں سلف سے لے کر خلف سب اس کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ علمائے اسلام اس فعل بد پر نکیر بھی کرتے رہے ہیں اور اس فعل بد سے لوگوں کو روکنے کے معاملہ میں انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ ابن قیم اپنے استاذ تقی الدین جو سلف و خلف سب کے مالک کا احاطہ کرنے والے امام وقت تھے، کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ عمومی طور پر تمام مالک کے علماء نے قبروں پر صاحب تعمیر کرنے کی ممانعت

1 إغاثة اللہفان (380/1)

2 شیخ، فقیہ، اصولی محمد بن علی بن محمد شوکانی یمنی نے بہت سے اساتذہ سے بہت سے فنون کو حاصل کیا۔ انہوں نے بہت سی کتابیں بھی تالیف کیں، ان میں سے ایک ”إرشاد الفحول إلى تحقیق الحق من علم الأصول“ ہے، فن تفسیر میں ان کی کتاب ”فتح القدير“ ہے۔ ان کے فتاویٰ کا مجموعہ ”الفتح الربانی فی فتاویٰ الشوکانی“ کے نام سے زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ”الصوارم الحداد القاطعة لعلائق مقالات أرباب الاتحاد“ میں خالق و مخلوق کے اتحاد کی بات کرنے والوں کا رد کیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی ان کی متعدد کتابیں اور رسائل ہیں جن کی کل تعداد 114 تک پہنچتی ہے۔ شوکانی رحمہ اللہ نے 1250ھ میں وفات پائی۔ ان کی خود نوشت سوانح کے لئے دیکھئے ”البدر الطالع“۔ زر کلی کی ”الأعلام“ (6/298) میں بھی ان کے حالات زندگی کا احاطہ کیا گیا ہے۔

کی صراحت کی ہے۔

اس کے بعد شوکانی کہتے ہیں: امام احمد، امام مالک اور امام شافعی کے اصحاب نے اس کی حرمت کی صراحت کی ہے۔ ایک جماعت نے اسے مکروہ کہا ہے، لیکن ان اسلاف سے حسن ظن رکھتے ہوئے اس کراہت کو حرمت پر محمول کیا جانا چاہئے۔ ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اس فعل بد کی احبازت دیں گے جسے انخام دینے والے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اترے لعنت کرنے اور اس سے منع کرنے کی بات منقول ہے۔<sup>1</sup>

شوکانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”شرح الصدور فی تحریم رفع القبور“ میں رقمطراز ہیں: ایک حباہل آدمی کی نظر جب کسی ایسی قبر پر پڑتی ہے جس پر گنبد تعمیر کیا گیا ہو تو وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے، پھر وہ وہاں قبروں پر پڑی خوشنما و زرق برق چادروں اور جگمگارہے چپراغوں کو دیکھتا ہے، اس کے چپاروں طرف کی فصنا خوشبوؤں اور دھوئیوں سے معطر ہوتی ہے تو اس کے دل میں اس قبر کی عظمت بیٹھ جاتی ہے، اس قبر والے کی منزلت کا تصور کرنے سے اس کا ذہن متاثر رہتا ہے، اس کے دل پر اس کا ایسا رعب و دبدبہ طاری ہوتا ہے کہ یہیں سے اس کے دل میں شیطانی عتائد کی تخم ریزی شروع ہو جاتی ہے جو مسلمانوں کو بہکانے اور بندوں کو گمراہی کے راستے پر ڈالنے کے لئے شیطان کا سب سے بڑا حربہ ہے۔ اس کی وجہ سے وہ آہستہ آہستہ اسلام کے راستے سے دور ہونے لگتا ہے، یہاں تک کہ وہ قبر والے سے اس چیز کا سوالی بن جاتا ہے جسے عطا کرنے کی قدرت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے، اس طرح وہ مشرکین کی صفوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ جن خصوصیات کا اوپر ذکر ہوا ہے ویسی قبر کو پہلی بار دیکھنے اور اس کی پہلی زیارت ہی میں وہ اس شرک کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، اس لئے کہ ایسی قبر کو دیکھنے کے بعد اس کے دل میں

1 شرح الصدور فی تحریم رفع القبور، ص 37

اس خیال کا پیدا ہونا لازمی ہے کہ زندہ لوگوں کے ذریعہ اس مردہ کا اس درجہ اہتمام یقینی طور پر کسی دنیوی یا احسروی فائدہ کے حصول کے لئے ہے۔ اس قبر کی زیارت کرنے والے، اس کے پاس تعظیماً کھڑے ہونے والے اور اس کے کونے کو اپنے ہاتھوں سے ہٹانے والے کے مقابلہ میں وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ شیطان اس کے بھائیوں میں سے بنی آدم کی ایک جماعت کو وہاں قبر کے پاس کھڑا کر دیتا ہے جو زائرین کو دام فریب میں پھنساتے ہیں، معاملہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کر کے اسے ڈراتے ہیں اور بہت سے کام خود کر کے اسے اس طرح مردہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں کہ کند ذہن اور مغفل قسم کے لوگوں کو اس کا اندازہ بھی نہیں ہو پاتا۔ یہ انسان نما شیطان بہت سے جھوٹ گڑھ کے اسے مردہ کی کرامت کا نام دے دیتے ہیں، اسے لوگوں میں پھیلاتے ہیں، اپنی مجالس میں اور لوگوں سے ملاقات کے وقت بار بار اس کا تذکرہ کرتے ہیں، اس طرح وہ جھوٹ زبان زد حنا ص و عام ہو کر مشہور ہو جاتا ہے، مردوں سے حسن ظن اور دلچسپی رکھنے والے اس قسم کی جھوٹی باتوں کو ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں، ان کی عقلیں بیان کردہ ان اکاذیب کو مقبول کر لیتی ہیں۔ سننے والا اسے اپنی مجالس میں بیان کرنے لگتا ہے جس کی وجہ سے جہلاء عقیدہ کی بہت بڑی آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس مردہ کے لئے اپنے قیمتی مالوں کا نذرانہ پیش کرنے لگتے ہیں، وہ اپنی محبوب ترین املاک اور سرمائے کو اس اعتقاد کے ساتھ اس قبر پر لٹاتے ہیں کہ وہ اس کے ذریعہ اس مردہ کے مقام و جہاں کے طفیل بہت سارا خیر اور اجر عظیم حاصل کر لیں گے۔ اسی کے ساتھ وہ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ یہ قبرت الہی کا عظیم کام، نفع بخش اطاعت اور مقبول نیکی ہے۔ اس کے ذریعہ ان جلسوں کی سراد پوری ہوتی ہے جنہیں لوگوں کو یہ قیوف بنانے کے لئے ان قبروں پر متعین کر دیا گیا ہے۔ وہاں پر وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ایک سے ایک حرکتیں کرتے ہیں، جھوٹی حکایات سنا کر لوگوں کو خوفزدہ کرتے ہیں تاکہ انہیں ان سادہ لوح اور کم عقل لوگوں کے مال میں سے کچھ حاصل ہو جائے۔

ان ملعون حیلوں اور ابلیسی ہتھکنڈوں کے ذریعہ قبروں کے اوتاف میں بے

تحاشا اضافہ ہو گیا اور ان کی مالیت انسانی وہم و گماں کی حد سے تجاوز کر گئی۔ یہاں تک کہ حال یہ ہو گیا کہ اگر ان میں سے مشہور قبروں کے لئے وقف کی گئی زمینوں کے غنے کو اکٹھا کیا جائے تو وہ مسلمانوں کے کسی بڑے قصبہ کی پوری آبادی کے لئے کافی ہو جائے۔ اور اگر باطل مقاصد کے لئے وقف کی گئی ان جائیدادوں کو فروخت کر دیا جائے تو اس کے ذریعہ فقراء کی ایک بڑی جماعت کا فخر اور ان کی محتاجی دور ہو جائے۔ یہ سارے نذر و نیاز اللہ کی معصیت کے زمرے میں آتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ثابت شدہ ارشاد ہے کہ اللہ کی معصیت سے تعلق رکھنے والے نذر و نیاز کا نہ کوئی اعتبار ہے، نہ انہیں پورا کیا جائے گا۔

اس میں شک نہیں کہ قبروں کے لئے مال وقف کرنے والے ان فریب خوردہ لوگوں سے اگر کہا جائے کہ وہ میت کی قبر کے لئے اپنے مال کو وقف کرنے کے بجائے اطاعت و متربت الہی کے کام کے لئے وقف کریں تو وہ اس کے لئے کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ اندازہ لگائیے کہ شیطان نے ان لوگوں کو گمراہی کے کیسے گہرے اور تاریک گڈھے میں گرا دیا ہے۔ یہ وہ فساد و بگاڑ ہے جو قبروں کو بلند و پختہ کرنے، ان کی چونہ کاری اور رنگ و روغن کرنے اور انہیں سجانے و آراستہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔<sup>1</sup>

خلاصہ یہ کہ قبروں پر صاحب کی تعمیر حرام ہے اور اسی بنیاد پر قبروں کو صاحب میں داخل کرنا بھی حرام ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ قبریں علاحدہ ہوں اور صاحب علاحدہ ہوں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صاحب کی تعمیر اس لئے مشروع نہیں کی ہے کہ ان میں مردوں کو دفن کیا جائے اور نہ قبرستانوں کے انتظام کا حکم اس لئے ہے کہ اس میں نماز پڑھی جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے صاحب کو صرف عبادت کے لئے مشروع کیا ہے اور قبرستانوں کو صرف مردوں کی تدفین کے لئے حناص کیا ہے۔ واللہ اعلم

1 شوکانی کی ”شرح الصدور فی تحریم رفع القبور“ ص 30-34



## چند شبہات اور ان کے جوابات

پہلا شبہ: بہت سے لوگوں نے قبروں پر صاحب تعمیر کرنے کے جواز پر اس سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مسجد نبوی کے اندر ہے۔ اگر یہ حرام ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی میں تدفین نہ ہوتی!

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین نہیں ہوئی تھی بلکہ آپ کو آپ کے گھر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا تھا جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ یہ ایک معروف اور قطعی بات ہے جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس وقت مسجد نبوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان سے بالکل الگ تھی۔ گھر کی الگ دیوار تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمد و رفت کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام کی وفات کے بعد مسلمانوں کو مسجد کی توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک کا دور حکومت تھا۔ انہوں نے ازواج مطہرات کے حجرہوں کو مسجد نبوی میں شامل کرنے کا حکم دیا۔ اسی موقع پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا پورا حجرہ مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا۔ اس کے بعد سے حجرہ نبوی جس میں آپ کی قبر تھی، مسجد کا حصہ بن گیا۔ اسی وجہ سے بعد کے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع ہی میں مسجد کے اندر دفن کیا گیا تھا۔<sup>1</sup>

اس بات سے آگاہی ضروری ہے کہ مسجد نبوی کی کئی مرتبہ توسیع ہوئی ہے۔ عمر اور

1 ولید بن عبد الملک کے عہد میں مسجد نبوی کی توسیع کی مفصل معلومات کے لئے دیکھئے ”تاریخ الأمم و الملوک“ جو ”تاریخ طبری“ کے نام سے معروف ہے، سن 88ھ کے واقعات۔

عثمان رضی اللہ عنہما کے عہدِ خلافت میں بھی مسجد نبوی کی توسیع کی گئی ہے جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی۔ لیکن ان دونوں صحابہ کرام نے مسجد کی توسیع ازواجِ مطہرات کے حجبوں کی طرف سے نہیں کی تھی بلکہ دوسری سمتوں سے مسجد کو وسیع کیا تھا، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اس کی وجہ سے ایک شرعی ممانعت کی خلاف ورزی ہوگی، اسی لئے جب عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کی تھی تو انہوں نے مسجد سے متصل حجبہ نبوی کو اس کی اصلی حالت پر باقی رکھا تھا، بلکہ انہوں نے اس موقع پر کہا تھا کہ حجبہ نبوی کو مسجد نبوی میں شامل کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔<sup>1</sup>

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسی لئے ہم قطعیت کے ساتھ یہ بات کہتے ہیں کہ ولید بن عبد الملک سے عنطلی کا صدور ہوا تھا، اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے۔ اگر وہ مسجد نبوی کی توسیع کے لئے مجبور تھے تو وہ حجبہ نبوی سے تعرض کئے بغیر دوسری سمتوں سے مسجد کی توسیع کر سکتے تھے۔<sup>2</sup>

علامہ حافظ محمد بن عبد الہادی<sup>3</sup> رحمہ اللہ اپنی کتاب ”الصارم المنکی“ میں

1 طبقات ابن سعد (4/21)، بحوالہ تحذیر الساجد ص 65

2 تحذیر الساجد، ص 64

3 شیخ محمد بن احمد بن عبد الہادی مقدسی نے ابن تیمیہ، ابن قیم، ذہبی اور مسزی وغیرہ سے علم دین حاصل کیا۔ ذہبی نے ”المعجم المختص بالحدیثین“ میں ان کے حالات زندگی کو درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ”وہ ماہر فقیہ، مجتہد فاری، محدث، حافظ حدیث، نحوی اور مختلف فنون میں مہارت رکھنے والے تھے۔ انہوں نے میرے بارے میں بھی لکھا جس سے میں نے استفادہ کیا۔“ ان کے بارے میں ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ”وہ حافظ حدیث، علامہ اور نافت تھے۔ انہوں نے اتنے علوم کی تحصیل کی تھی کہ بڑے شیوخ بھی اس مقام تک نہیں پہنچ پاتے ہیں۔ وہ مختلف فنون کے ماہر تھے، حدیث کی علتوں، اسناد اور رواۃ کے علم میں وہ علم کے پہاڑ تھے۔ وہ بہت اچھی فہم و فراست کے مالک اور صحیح ذہن کے حامل تھے۔“ ان کی کئی مؤلفات ہیں، ان میں سے ”الحرر فی الأحکام“ اور ”الصارم المنکی فی الرد علی السبکی“ جو قبروں کی زیارت کے سفر کو حجاز و ترادینے کے موضوع پر ہے، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کی ایک کتاب ”اختیارات شیخ الاسلام ابن تیمیہ“ کے

رقطر از ہیں: ولید بن عبد الملک کے عہد خلافت میں حجرہ نبوی کو مسجد میں اس وقت شامل کیا گیا جب مدینہ میں رہائش پذیر صحابہ کرام وفات پاچکے تھے۔ سب سے اخیر میں حباب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی۔ عبد الملک کے عہد خلافت میں 78ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ولید نے 86ھ میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور 96ھ میں وفات پائی۔ اسی مدت کے دوران مسجد نبوی کی توسیع ہوئی اور حجرہ نبوی کو مسجد میں شامل کیا گیا۔<sup>1</sup>

ان کا یہ قول بھی ہے: عہد صحابہ میں حجرہ نبوی مسجد سے باہر اور اس سے متصل تھا۔ چاروں عبادلہ یعنی عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کے انتقال کے بعد، بلکہ مدینہ میں سکونت پذیر تمام صحابہ کرام کی وفات کے بعد عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت میں حجرہ نبوی کو مسجد نبوی میں شامل کیا گیا۔<sup>2</sup>

میں کہتا ہوں: اسی لئے ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”البدایة و النہایة“<sup>3</sup> میں لکھا ہے کہ کبار تابعین میں سے ایک سعید بن مسیب کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے، کو مسجد نبوی میں شامل کرنے کے بعد عبد الملک بن مروان کے اقدام کو ناپسند کیا تھا۔ اسی لئے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس بارے میں کہا ہے کہ اس معاملہ میں سعید بن مسیب کا انکار بعید از قیاس نہیں ہے، اس لئے کہ وہ کبار تابعین میں سے ہیں اور ابو ہریرہ رضی

نام سے بھی ہے۔ ان کے علاوہ ان کی اور بھی کتابیں ہیں۔ انہوں نے 744ھ میں 39 سال کی عمر میں وفات پائی۔ بحوالہ ابن حجر رحمہ اللہ کی ”الدرر الکامنة فی أعیان المئنة الثامنة“ (1/137) مطبوعہ دار الکتب العلمیة

1 الصارم المنکی، ص 137، مطبوعہ دار الکتب العلمیة

2 مرجع سابق، ص 305-306

3 سن 88ھ کے واقعات کے تحت

اللہ عنہ کی اس حدیث کے رواۃ میں سے ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو ہلاک و برباد کرے، ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیں۔“ ولید کو اللہ معاف کرے، انہوں نے علماء سے مشورہ کئے بغیر قبر نبوی کے حصہ کو مسجد میں شامل کر دیا تھا اور ان کا عمل کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔<sup>1</sup>

ولید کے اس اقدام سے جو شرعی خلاف ورزی ہوئی تھی اس کی سنگینی کو کم کرنے کے لئے مسلمانوں نے کچھ اقدامات بھی کئے۔ اس کے لئے ان لوگوں نے قبلہ کی سمت واقع گھر کی دیوار کو اونچی کر دی تاکہ نمازیوں کے لئے نماز پڑھتے وقت سامنے قبر ہونے کا تصور ہی پیدا نہ ہو۔ ابن رجب کہتے ہیں: مترطبی رحمہ اللہ کا قول ہے: مسلمانوں نے قبر نبوی کے سلسلہ میں سد ذریعہ کی آخری حد تک کوشش کی۔ اس کے لئے انہوں نے آپ کے حجرہ کی دیوار کو بلند کر دیا۔ حجرہ کے اندر داخل ہونے کے راستہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا اور قبروں کو چاروں طرف سے گھیر دیا۔ پھر مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ جب قبر نمازیوں کے سامنے ہوگی تو اسی کو قبلہ بنا لیا جائے گا اور نماز پڑھتے وقت اسی کی طرف رخ کرنے کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے قبر کے شمالی کونوں پر دو دیواریں تعمیر کیں اور ان دونوں دیواروں کو اس طرح ٹیڑھا کر دیا کہ وہ دونوں مثلث کی شکل میں باہم مل گئیں تاکہ کوئی آپ کی قبر کو قبلہ نہ بنا سکے۔ اسی وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ اگر اس طرح کے خدشات نہ ہوتے تو آپ کی قبر کو بھی ظاہر کر دیا جاتا۔<sup>2</sup>

اس شبہ کے جواب میں اوپر جو کچھ کہا گیا ہے اس کا خلاصہ تین باتوں پر مشتمل

ہے۔

1 تحذیر الساجد، ص 61-62۔ ابن تیمیہ نے بھی مجموع الفتاویٰ (27/418) میں اس کا تذکرہ کیا

ہے۔

2 ابن رجب کی فتح الباری (3/248)

پہلی بات: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین مسجد میں نہیں کی گئی بلکہ آپ کی تدفین آپ کے گھر میں ہوئی تھی۔

دوسری بات: حبرہ نبوی کو مسجد میں شامل کئے جانے کے وقت صحابہ کرام موجود نہیں تھے۔ اگر وہ اس وقت موجود ہوتے تو حبروں کی طرف سے مسجد نبوی کی توسیع نہ ہوتی۔ خلفائے راشدین کے دور میں کئی بار مسجد نبوی کی توسیع ہوئی لیکن امہات المؤمنین کے حبروں کو توسیع میں شامل نہیں کیا گیا۔

تیسری بات: حبرہ نبوی کو مسجد نبوی میں شامل کرنا ولید بن عبد الملک کی عنطی تھی، اللہ انہیں معاف فرمائے۔

تنبیہ: اگر مسجد نبوی کے امور کے ذمہ داران مسجد نبوی کی حدود کو سابقہ حالت پر واپس لے جائیں جیسا کہ ماضی میں ہتا تو یہ بہتر ہو اور فتنہ سے دور رکھنے کے لئے کارگر ہو۔ اس کی شکل یہ ہو سکتی ہے کہ حبرہ کی معضرب دیوار کو مسجد سے الگ کر دیا جائے اور اس کے لئے مسجد کی جنوبی دیوار سے شمالی دیوار تک ایک لمبی دیوار بنائی جائے تاکہ قبر کی دیوار نمازیوں کے سامنے ظاہر ہی نہ ہو، پھر اس دیوار کو مشرق کی طرف موڑا جائے یہاں تک کہ وہ مسجد کی اس مشرقی دیوار سے مل جائے جو شاہ فہد بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے ذریعہ جدید توسیع کے وقت تعمیر کی گئی ہے۔ اگر ذمہ داران ایسا کر لیں تو یہ بہتر بھی ہوگا اور قبر نبوی سے لوگوں کے فتنہ میں پڑنے کا امکان بھی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ذمہ داروں کو اس کی توفیق سے نوازے آمین۔

دوسرا شبہ: کچھ لوگوں نے قبروں پر صاحب تعمیر کرنے کے جواز پر طبرانی کی نقل کردہ اس روایت سے استدلال کیا۔ وہ روایت مع سند اس طرح ہے: حدثنا عبدان بن أحمد حدثنا عیسیٰ بن شاذان حدثنا ابو ہمام الدلال حدثنا ابراہیم بن طہان عن منصور عن مجاہد عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم: في مسجد الخيف قبر سبعين نبيا<sup>1</sup> یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد خیف میں ستر انبیاء کی قبریں ہیں۔ بزار نے اس روایت کو عن ابی ہمام ب کی سند سے نقل کیا ہے۔<sup>2</sup>

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ اس لئے کہ اس کی سند میں راوی عیسیٰ بن شاذان ہیں۔ ابن حبان نے ”الثقات“ میں کہا ہے کہ یہ عجیب و غریب روایتیں نقل کرتے ہیں۔ اس کی سند میں ابراہیم بن طہمان بھی ہیں جو ثقہ ہیں لیکن یہ بھی عجیب و غریب روایتیں نقل کرتے ہیں۔ یہ بات حافظ ابن حجر نے کہی ہے۔<sup>3</sup>

اس کے بعد شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے اندیشہ ہے کہ عیسیٰ بن شاذان یا ابراہیم بن طہمان میں سے کسی ایک پر اس حدیث میں تحریف ہوئی ہے۔ اور انہوں نے ”صلی“ (نماز پڑھی) کے بجائے ”قبر“ (دفن کئے گئے) کہہ دیا ہے۔ اس لئے کہ لفظ ”صلی“ ہی حدیث میں مشہور ہے۔ طبرانی نے المعجم الکبیر<sup>4</sup> میں ایک ایسی سند سے جس کے رواۃ ثقہ ہیں عن سعید بن جبیر عن ابن عباس کی سند سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ ”صلی فی مسجد الخيف سبعون نبيا“ یعنی مسجد خیف میں ستر انبیاء نے نماز ادا کی ہے۔

منذری (2/116) کہتے ہیں: طبرانی نے اس روایت کو المعجم الاوسط<sup>5</sup> میں نقل کیا ہے، اس کی سند حسن ہے۔ شیخ البانی کے بقول: میرے نزدیک اس حدیث کے حسن

1 المعجم الکبیر (12/414) رقم (13525)

2 كشف الأستار عن زوائد البزار (2/48)

3 تحذیر الساجد، ص 70-71

4 جلد 11، رقم (12283)

5 (5/468) رقم (5407)

ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ 21

حاصل کلام یہ کہ اوپر نقل کردہ تحقیقات سے یہ ثابت ہو گیا کہ منی میں واقع مسجد خیف میں ستر انبیاء نے نماز ادا کی ہے، نہ کہ اس مسجد میں ستر انبیاء کی قبریں ہیں۔ الحمد للہ اس وضاحت کے بعد یہ شبہ دور ہو جاتا ہے۔

تیسرا شبہ: کچھ لوگوں نے قبروں پر صاحب تعمیر کرنے کے جواز پر دار قطنی کی اس روایت سے استدلال کیا ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب ریل علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھی، نماز میں چار تکبیریں کہیں، اس دن جب ریل نے فرشتوں کی امامت کی، آدم علیہ السلام کو مسجد خیف میں دفن کیا گیا، انہیں قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارا گیا، ان کے لئے لحد یعنی بغلی قبر بنائی گئی اور ان کی قبر کو ہان نما کی گئی۔ 3

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اس کتاب 4 کے محقق محمد بن منصور شوری حفظہ اللہ نے اس اثر کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی سند بہت زیادہ ضعیف ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کے ایک راوی عبد الرحمن بن مغول کے بارے میں ابوداؤد نے کہا ہے کہ وہ حدیثیں گڑھتا تھا۔ بخاری نے کہا ہے کہ روایت حدیث میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور اس کے ایک راوی عبد اللہ بن مسلم بن ہرمز بھی ضعیف ہیں جیسا کہ ”التقریب“ میں مذکور ہے۔

چوتھا شبہ: کچھ لوگوں نے قبروں پر صاحب تعمیر کرنے کے جواز پر حاکم کی ایک

1 شیخ البانی نے صحیح المسترغیب (1127) میں اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔

2 تحذیر الساجد، ص 69 اور اس کے بعد

3 سنن دار قطنی، کتاب الجنائز باب مکان قبر آدم علیہ السلام و التکبیر علیہ أربعاً، رقم (1794)

4 یہ کتاب مکتبہ عباس أحمد الباز، مکہ سے شائع ہوئی ہے۔

روایت سے استدلال کیا ہے جسے انہوں نے اپنی کتاب ”الکافی“ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ ”اسماعیل (علیہ السلام) کی قبر مقام حبر میں ہے۔“ اس روایت سے قبروں پر بنی ہوئی صاحبہ میں نماز پڑھنے کے جواز پر بھی استدلال کیا گیا ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ محدثین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ سخاوی نے اسے ”المقاصد الحسنة“<sup>1</sup> میں اور عجلونی نے ”كشف الخفاء“ میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ عجلونی کے بقول: اسے دیلمی نے ضعیف سند سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔<sup>2</sup> نیز البانی رحمہ اللہ نے بھی ”تحذیر الساجد“<sup>3</sup> میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کسی بھی مرفوع حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ اسماعیل علیہ السلام یا ان کے علاوہ انبیائے کرام میں سے کسی کو مسجد حرام میں دفن کیا گیا۔ اس طرح کی کوئی بات حدیث کی معتبر کتابوں مثلاً کتب سنیہ، مسند احمد، طبرانی کی تینوں معجم وغیرہ احادیث کے معروف مجموعے میں نہیں آئی ہے۔ یہی اس حدیث کے ضعیف ہونے بلکہ بعض محققین کے نزدیک موضوع ہونے کی سب سے بڑی علامت ہے۔ اس سلسلہ میں جو کچھ بھی منقول ہے وہ سب معضل آثار ہیں جو کمزور اور موقوف سندوں سے نقل کی گئی ہیں۔ ازرقی نے ”اخبار مکہ“ میں ان سب آثار کو نقل کیا ہے، پھر اوپر نقل کردہ اثر کو ذکر کیا ہے۔<sup>4</sup>

اوپر نقل کی گئی حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔

1 دیکھئے زرماتی کی ”مختصر المقاصد الحسنة“ رتم (704) ناشر: الکتب الإسلامی، بیروت

2 ”كشف الخفاء و مذیل الإلباس عما اشتهر من الأحادیث علی السنة الناس“ رتم (1854) ناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت

3 تحذیر الساجد، ص 76

4 تحذیر الساجد، ص 75-76



مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: ”موسوعة الأحادیث و الآثار الضعيفة و الموضوعة“ - 1

پانچواں شبہ: اس معاملہ میں کچھ لوگوں نے ابو جندل رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں وارد اس تفصیل کو دلیل بنا لیا ہے کہ جب ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ابو جندل رضی اللہ عنہ نے ان کی تجہیز و تکفین کی، ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر کے اوپر مسجد تعمیر کی۔ اس واقعہ کو ابن عبد البر نے اپنی کتاب ”الاستیعاب“ میں موسیٰ بن عقبہ کی سند سے نقل کیا ہے۔

اس شبہ کے کئی جواب ہیں: 2

پہلا جواب: اس بیان کردہ واقعہ کی سند ضعیف ہے۔ اس کے راوی موسیٰ بن عقبہ کی کسی بھی صحابی سے سماعت ثابت نہیں ہے، نہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ سے اور نہ کسی دوسرے صحابی سے۔ اس لئے کہ موسیٰ نے کسی بھی صحابی رسول کا زمانہ نہیں پایا، لہذا اس واقعہ کی سند معضل ہے۔

دوسرا جواب: یہ روایت اس سے زیادہ صحیح روایتوں کے برخلاف ہے۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آئے ابو جندل رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کو امام بخاری (2731) اور امام احمد (4/328-331) نے عبد الرزاق عن معمر قال أخبرني عروة بن الزبير عن المسور بن مخرمه و مروان کی سند سے موصولاً نقل کیا ہے، لیکن اس میں یہ اضافہ نہیں ہے کہ ابو جندل رضی اللہ عنہ نے ابوبصیر کی قبر پر ایک مسجد تعمیر کی۔

اسی طرح ابن اسحاق نے ”السيرة“ میں اس واقعہ کو زہری سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ اور امام احمد (4/323-326) نے اسے عن ابن اسحاق عن الزهري عن عروة بن مسعود سے معمر کی

1 رتم (15589)

2 تحذیر الساجد، ص 80-82 کا خلاصہ

روایت کے مثل موصولاً نقل کیا ہے، لیکن اس روایت میں بھی قبر پر مسجد تعمیر کرنے کی بات نہیں ہے۔

اسی طرح ابن حبریر نے اپنی ”تاریخ“ (3/271-285) میں اسے معمرو ابن اسحاق دونوں کی سند سے اس اضافہ کے بغیر نقل کیا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس روایت کی سند کے معضل ہونے اور غیر ثقہ رواۃ سے مروی ہونے کی وجہ سے قبر پر مسجد کی تعمیر سے متعلق اضافہ منکر ہے۔

تیسرا جواب: اگر ان تمام بحث و مباحثہ کی وجہ سے یہ مان بھی لیا جائے کہ ابو جندل رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کی روایت صحیح ہے تب بھی ایک صحابی کے عمل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر مقدم نہیں کیا جاسکتا ہے، حالانکہ یہاں تو صحابی رسول ابو جندل رضی اللہ عنہ سے جو کچھ منقول ہے اس کی نسبت ان کی طرف ثابت ہی نہیں ہے۔ اس طرح اشکال دور ہو جاتا ہے، الحمد للہ

چھٹا شبہ: کچھ لوگوں نے قبروں کے اوپر تعمیر کے جواز پر اس بات سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔ اس کا دو طریقے سے جواب دیا جاسکتا ہے:

پہلا: مجمل جواب: اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت میں تضاد نہیں ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام سے منع فرمایا ہو پھر صحابہ کرام آپ کی وفات کے فوراً بعد اس ممنوع کام کو کرنے پر متفق ہو جائیں۔

دوسرا: مفصل جواب: صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرہ عائشہ میں تعظیم کے مقصد سے دفن نہیں کیا تھا، بلکہ اس کے دو اسباب تھے:

پہلا سبب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو لوگوں سے دور رکھنا تاکہ وہ آپ کی تعظیم میں غلو نہ کریں۔ اس کے دلائل پیچھے ذکر کئے جا چکے ہیں۔

دوسرا سبب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام کو جو خصوصیت عطا کی ہے اس کی تعمیل، یعنی نبی کی تدفین اسی جگہ ہوگی جہاں پر اس کی روح قبض کی گئی ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ ہے۔ اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی نقل کردہ یہ روایت ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کر لی گئی تو آپ کی تدفین کو لے کر صحابہ کرام کی رائیں مختلف تھیں تو اس موقع پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس تعلق سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے جسے میں بھولا نہیں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ”اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح اسی جگہ قبض کرتا ہے جہاں پر اسے تدفین کی خواہش ہوتی ہے۔“ تم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ دفن کرو جہاں پر آپ کا بستر تھا۔<sup>1</sup>

اگر یہ کہا جائے کہ تو کیا سارے مردوں کو گھروں کے اندر دفن کرنا جائز ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابو عبد اللہ (یعنی امام احمد) کے نزدیک قبرستان میں مردے کو دفن کرنا نہیں گھروں میں دفن کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، اس لئے کہ زندہ وارثوں کو اس کی وجہ سے کم نقصان ہوگا، نیز قبرستان آخرت کی سکونت گاہوں سے زیادہ مشابہ ہے، اس کی وجہ سے میت کو زیارت کرنے والوں کی زیادہ دعائیں حاصل ہوں گی اور لوگ اللہ سے ان پر رحم کرنے کی درخواست

<sup>1</sup> امام ترمذی (1018) نے اسے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے احکام الجنائز ص (174) میں اس کی متعدد طرق و شواہد کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے۔ دوسرے محدثین نے اسے مسلم بن عبید الشیبی سے موقوفاً نقل کیا ہے۔ دیکھئے شعیب ارناؤوط کے ذریعہ کی گئی اس حدیث کی تخریج جو سنن ترمذی (1039) پر ان کے حاشیہ کا حصہ ہے۔ مطبوع: الرسالة العالمية، بیروت

کریں گے۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد کے لوگ صحراء و بیابان ہی میں دفن کئے جاتے رہے ہیں۔<sup>1</sup>

آج لوگ جو قبروں پر عمارتیں تعمیر کرتے ہیں، اس سے ان کا مقصد صاحب قبر کی تعظیم کرنا ہوتا ہے، نہ کہ لوگوں کو قبر والے کی تعظیم سے دور رکھنا۔ دونوں کے محرکات الگ الگ ہیں۔ اس وضاحت سے یہ شبہ بھی ختم ہو جاتا ہے، الحمد للہ

ساتواں شبہ: کچھ لوگوں نے قبروں پر گنبدوں کی تعمیر کے جائز ہونے کی بات کہی ہے اور اس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اس وقت گنبد کے موجود ہونے سے استدلال کیا ہے۔ اس شبہ کے جواب میں صنعانی<sup>2</sup> رحمہ اللہ اپنی کتاب ”تطہیر الاعتقاد من أدران الشرك و الإلحاد“ میں رقمطراز ہیں: یہ حقیقت حال سے ناواقفیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ یہ گنبد جو اس وقت مسجد نبوی میں موجود ہے، اس کی تعمیر نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، نہ صحابہ کرام نے کی، نہ تابعین عظام نے کی، نہ تبع تابعین نے کی، نہ علمائے امت نے کی اور نہ ائمہ ملت نے کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ

<sup>1</sup> المغنی (3/441)

<sup>2</sup> ان کا پورا نام و نسب محمد بن اسماعیل کحلانی صنعانی ہے جو امیر سے معروف ہیں۔ ان کا نسب امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ وہ اپنے دور کے امام کبیر، مجتہد مطلق اور صاحب تصانیف عالم دین تھے، ان کی پیدائش 1099ھ میں ہوئی۔ انہوں نے تمام علوم میں مہارت حاصل کی اور اپنے ہم عصروں سے فائق ہو گئے۔ صنعانی میں علم کے میدان میں تہاسیادت و قیادت کی۔ ان کی کئی قابل قدر تصنیفات ہیں مثلاً ”تطہیر الاعتقاد من أدران الشرك و الإلحاد“، ”الإصاف فی حقیقة الأولیاء و ما لهم من الکرامات و الألفاف“، ”مسألة فی الذبائح علی القبور وغیرها“ اور ”سبل السلام“ جسے انہوں نے معرباً کی ”البدر التام“ سے اختصار کیا ہے اور ”العدة“ جو ابن دمیق العید کی ”شرح العمدة“ کا حاشیہ ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ وہ دین کے آثار و نقوش کی تجدید کرنے والے ائمہ کرام میں سے تھے۔ ان کی وفات 1182ھ میں ہوئی۔ امام صنعانی کا یہ سوانحی تعارف امام محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ کی کتاب ”البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع“ سے کچھ حذف و اضافہ کے ساتھ منقول ہے۔

و سلم کی قبر پر موجود گنبد کو بعد کے ایک شاہ مصر نے 678ھ میں تعمیر کرایا جس کا نام فتلاوون صالحی ہے جو ملک منصور سے معروف ہے۔ ”تحقیق النصرة بتخليص معالم دار الهجرة“ میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ شاہ مصر کا یہ اقدام بین الاقوامی امور و معاملات سے تعلق رکھتا ہے، اس میں کوئی شرعی دلیل نہیں ہے جس میں بعد والے اگلوں کی اتباع کریں۔<sup>1</sup>

اس کو مقید کرنے، اللہ ان سے چشم پوشی کرے، کہتے ہیں: سوڈان سے تعلق رکھنے والے ایک سائل نے سعودی عرب کی دائمی کمیٹی برائے افتاء و علمی تحقیقات سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ یہاں سوڈان میں کچھ اہل تصوف مردہ کی قبر پر گنبد بنانے کے لئے قبر نبوی پر تعمیر شدہ گنبد سے استدلال کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں دینی حکم کیا ہے؟

دائمی کمیٹی برائے افتاء نے اس کے جواب میں لکھا تھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر تعمیر شدہ گنبد میں ان لوگوں کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے جو اولیاء و صالحین کی قبروں پر گنبد تعمیر کرنے کے لئے اسے یہاں بناتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جو گنبد موجود ہے اس کی تعمیر میں نہ تو آپ کی وصیت کا کوئی دخل تھا، نہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور مترون اولیٰ کے ائمہ ہدایت میں سے کسی نے اسے تعمیر کیا جن کے خیر و بھلائی کا دور ہونے کی شہادت خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل بدعات نے اسے تعمیر کرایا تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ثابت شدہ ارشاد ہے کہ ”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔“ اور علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی یہ ثابت شدہ روایت ہے کہ انہوں نے ابو الہیاج سے کہا تھا: کیا میں تم کو ایسی مہم پر روانہ نہ کروں جس مہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روانہ کیا تھا؟ تم کسی بھی مجسمہ کو دیکھنا تو اسے مسخ کر دینا اور کسی بھی اونچی قبر کو دیکھنا تو اسے برابر کر دینا۔ یہ امام مسلم کی نقل کردہ روایت ہے۔

1 تطہیر الاعتقاد، ص 43 اختصار کے ساتھ

جب قبر نبوی پر گنبد کی تعمیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور نہ ائمہ خیر و ہدایت کے ذریعہ اس کی تعمیر ہوئی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے اس طرح کی تعمیر کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر اہل بدعات کے ذریعہ قبر نبوی پر تعمیر کئے گئے گنبد سے مسلمانوں کو کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ تو فسیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔<sup>1</sup>

دائمی کمیٹی برائے علمی تحقیقات و افتاء

رکن	رکن	نائب صدر
عبداللہ بن قعود	عبداللہ بن عزیان	عبدالرزاق عقیفی
	صدر	
	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	

<sup>1</sup> فتاویٰ اللجنة الدائمة (2/182-183) فتویٰ نمبر 6258، مطبوعہ: مکتبۃ المعارف، ریاض

## فصل

### قبروں پر حجرے اور گنبدوغیرہ بنانے کا حکم

کچھ مسلم ممالک میں قبروں پر پختہ اینٹ، سنگ مرمر یا سرامیک کے ذریعہ عمارت تعمیر کرنے، قبروں پر چونہ کاری کرنے کا رواج ہے، یا تو یہ عمارت باہر کی طرف سے قبر سے متصل ہوتی ہے یا قبر کے اوپر گنبدو یا حجرہ کی شکل میں ہوتی ہے۔ قبر کے اوپر تعمیرات کی یہ تمام شکلیں شرعاً حرام ہیں۔ اس حرمت کے مندرجہ ذیل پانچ اسباب ہیں:

پہلا سبب: یہ مردہ کی تدفین کے معاملہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے برخلاف ہے۔

دوسرا سبب: قبروں پر تعمیر میت کی تعظیم اور اس کی شان میں عنلو کا سبب ہے۔ زیارت کرنے والوں کو جب قبر کے اوپر کوئی عمارت نظر آتی ہے تو ان کے دلوں پر اس کا رعب طاری ہوتا ہے، اس کی وجہ سے وہ اپنے دلوں میں میت کی عظمت کے قائل ہو جاتے ہیں، ان کا دل اس مردہ سے وابستہ ہو جاتا ہے، پھر وہ اسے مصیبت کے وقت پکارتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ افسوس کہ یہ سارے غیر مشروع کام کچھ مسلم ممالک میں انجام دیئے جاتے ہیں۔ قبر کو بلا عمارت رکھنا مشروع ہے۔ اس معاملہ میں تمام مسلمانوں کی قبروں کا ایک ہی حکم ہے۔

تیسرا سبب: قبر پر تعمیر کی وجہ سے پہلی میت کے پرانی و بوسیدہ ہو جانے کے بعد مستقبل میں کسی دوسری میت کو وہاں اس جگہ پر دفن کرنے کی گنجائش نہیں رہتی، کیونکہ قبر کے اوپر بنی عمارت اس راہ کی رکاوٹ بن جاتی ہے، لوگ اس عمارت کو منہدم کر کے وہاں پر دوسری میت کو دفن کرنے میں حرج و تشنگی محسوس کرتے ہیں، اس

لئے وہ عمارت مستقبل میں وہاں کسی کی تدفین کی راہ میں رکاوٹ اور تنگی کا سبب بن جاتی ہے۔ اس کے برخلاف اگر قبر کے اوپر کوئی عمارت نہ بنائی گئی ہو تو پہلی قبر کے آثار و نشان مٹ جانے کے بعد اس کی جگہ دوسری میت کی تدفین کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

چوتھا سبب: اگر لوگ ہر تعظیم کی جانے والی قبر پر عمارت بنانے لگیں تو پورا شہر مردوں کی عمارت سے بھر جائے گیا اور جگہ جگہ زندہ انسانوں کے رہنے کے لئے مکانات کے بجائے مردوں کی عمارتیں نظر آئیں گی۔ ایسی صورت میں انسانوں کو جو مشقت ہوگی وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

پانچواں سبب: قبروں کی چونہ کاری کا سبب فخر و مباہات اور دنیا کی زندگی کی آرائش ہے جبکہ قبریں آسرت کی منزل ہوتی ہیں، یہ فخر و مباہات کے مظاہرہ کی جگہ نہیں ہے۔ میت کو تو اس کا عمل و عمل آراستہ کرتا ہے۔

## قبروں پر عمارت بنانے کی ممانعت کے دلائل

قبروں پر عمارت بنانے کی ممانعت کے تعلق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث اور صحابہ و تابعین کے بہت سے آثار وارد ہیں۔ ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

حباب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی چونہ کاری کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے



سے منع مندرمایا ہے۔ 1

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر عمارت بنانے یا اس کی چونہ کاری کرنے سے منع مندرمایا ہے۔ 2

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر کچھ تعمیر کرنے، ان پر بیٹھنے یا ان پر نماز پڑھنے سے منع مندرمایا ہے۔ 3

نعمان بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں: جند 4 میں میرے چچا کا انتقال ہو گیا تو میں اپنے والد کے ساتھ ابن طاووس کے پاس گیا۔ ان سے میرے والد نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! میں اپنے بھائی کی قبر کی چونہ کاری کرنا چاہتا ہوں، آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ سن کر وہ ہنس پڑے اور کہا: سبحان اللہ، اے ابو شیبہ آپ کے لئے خیر اس میں ہے کہ آپ اپنے بھائی کی قبر کو نہ پہچانیں، البتہ آپ وہاں جا کر ان کے لئے استغفار اور دعا کریں، کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی قبروں پر کچھ تعمیر کرنے یا اس کی چونہ کاری کرنے یا اس پر پیٹر پودے لگانے 5 سے منع

1 صحیح مسلم (970)

2 مسند احمد (6/299) مسند کے محققین نے اسے صحیح لغیرہ کہا ہے (44/179)

3 مسند ابویعلیٰ (1020) البانی رحمہ اللہ نے تحذیر الساجد، ص 22 میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

4 جند جنوب صنعاء کے شہر تعز کا ایک قصبہ ہے، دیکھئے یا قوت حموی کی معجم البلدان

5 قبر پر پیٹر پودے اور گھاس وغیرہ لگانے والوں کا مقصد مردہ کے عذاب میں تخفیف ہوتا ہے۔ یہ ایک باطل کام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مرتبہ عذاب میں تخفیف کی امید کرتے ہوئے کسی کی قبر پر کھجور کی ہری ٹہنی گاڑی تھی، یہ آپ کے ساتھ خاص ہے، آپ نے امت کے لئے اسے مشروع نہیں کیا ہے اور نہ صحابہ میں سے کسی نے اس کام کو کیا ہے۔ یا پھر ان لوگوں کا مقصد نصاریٰ کی مشابہت ہوتا ہے، اس لئے کہ نصاریٰ کی قبریں پیٹر پودوں اور گلابوں کی کثرت کی وجہ سے باغوں کا منظر پیش کرتی ہیں۔ یہ باطل پرستی پر مبنی کام ہے، اس لئے کہ دینی امور میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔

فسرمایا ہے۔ آپ مسلمانوں کی سب سے اچھی قبریں وہ ہیں جو غیر معروف ہیں۔<sup>1</sup>

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل یہ وصیت کی تھی کہ تم لوگ تیز رفتاری کے ساتھ میرے جنازہ کو لے کر چلو، میرے جنازہ کے پیچھے دھونی دینے کا برتن نہ ہو، میری لحد کے اندر کوئی ایسی چیز نہ رکھنا جو میرے اور مٹی کے درمیان حائل ہو، میری قبر کے اوپر کوئی عمارت تعمیر نہ کرنا، میں تم لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں مصیبت کے وقت بال منڈوانے والی، واویلا کرنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی سے بری الذمہ ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا: کیا آپ نے اس تعلق سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے۔<sup>2</sup>

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے اوپر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔<sup>3</sup>

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی تھی کہ ان کی قبر کے اوپر خیمہ وغیرہ نصب نہ کیا جائے۔<sup>4</sup>

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر کے اوپر فسطاط دیکھا جو بالوں سے بنا ہوا گھر ہوتا ہے، اسے خیمہ بھی کہاجاتا ہے، تو انہوں نے کہا: اے لڑکے! قبر کے اوپر سے اس خیمہ کو ہٹادو، ان کا

1 مصنف عبدالرزاق رحمہ (6495)

2 مسند احمد (397/4) البانی رحمہ اللہ نے تحذیر الساجد، ص 92 میں اس کی سند کو قوی کہا ہے۔

3 سنن ابن ماجہ (1564) البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

4 مصنف ابن ابی شیبہ رحمہ (11748)

عمل انہیں سب کرے گا۔<sup>1</sup>

نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی وصیت کی تھی کہ ان کی قبر کے اوپر خیمہ نصب نہ کیا جائے۔<sup>2</sup>

ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے محمد بن کعب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ خیمے جو قبروں پر نصب کئے جاتے ہیں، ایک نئی بدعت ہے۔<sup>3</sup>

قبروں پر کی گئی تعمیر اسلام میں نئی بدعت ہے۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مدینہ میں بقیع قبرستان میں اساطین امت، صحابہ کرام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے سربر آوردہ افراد اور سادات تابعین کی قبریں ہیں، لیکن چونکہ سلف صالحین نے ان قبروں کے اوپر کچھ تعمیر کرنے یا ان قبروں کی چونہ کاری کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی لہذا ان میں سے بیشتر قبروں کے آثار و نشانات مٹ چکے ہیں اور ان میں سے چند معدود افراد کی قبریں بھی معروف نہیں ہیں۔<sup>4</sup>

امام مالک کا قول ہے: (تقریباً دس ہزار صحابہ کرام نے مدینہ میں وفات پائی، بقیہ صحابہ کرام دوسرے علاقوں اور شہروں میں پھیل گئے اور وہیں سکونت اختیار کی)۔<sup>5</sup> ان میں سے غالب اکثریت کی قبریں یقینی طور پر معلوم نہیں ہیں اور نہ ان

1 امام بخاری نے اسے صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر، باب نمبر (81) میں تعلیماً نقل کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب ”تعلیق التعلیق“ (2/492-493) میں اسے موصولاً نقل کیا ہے۔

ناشر: المکتبہ الإسلامی

2 مصنف ابن ابی شیبہ (11747) مسند احمد (2/292)، مسند احمد (13/293) کے محققین نے اسے صحیح وغیرہ کہا ہے۔

3 مصنف ابن ابی شیبہ (11751)

4 دیکھئے: ”وفاء الوفاء بأخبار دارالمصطفیٰ“، ص 916

5 سمہودی نے قوسین کے درمیان کی عبارت کو قاضی عیاض کی کتاب ”المدا رک“ کی طرف

منسوب کیا ہے۔ دیکھئے: سمہودی کی کتاب ”وفاء الوفاء بأخبار دارالمصطفیٰ“، ص 916

قبروں کی سمتوں کا کچھ اتہ پتہ ہے۔

ابن بطہ 1۔ رحمہ اللہ نے قبروں کی چونہ کاری اور ان پر کی گئی تعمیر کو بدعات میں شمار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: قبروں پر کچھ تعمیر کرنا، ان کی چونہ کاری کرنا اور ان کی زیارت کے لئے سفر کرنا بدعت ہے۔ 2۔

شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ قبروں کی چونہ کاری نہ کی جائے۔ اس لئے کہ یہ چونہ کاری وغیرہ زینت و آرائش اور اظہار فخر کے کاموں میں سے ہے اور موت کے بعد ان دونوں کاموں کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ میں نے مہاجرین و انصار کی قبروں پر چونہ کاری نہیں دیکھی ہے۔ میں نے ایسے حکمرانوں کو دیکھا ہے جو مکہ میں قبروں پر کی گئی تعمیر کو منہدم کر دیتے تھے اور اس وقت کے فقہاء اس انہدامی کارروائی کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ 3۔

طرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: لحد میں پختہ اینٹوں کا استعمال مکروہ ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے اسے مکروہ کہا ہے، اس لئے کہ پختہ اینٹیں تعمیر کو مستحکم کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں جبکہ قبر اور اس کے سردے بوسیدہ ہونے کے لئے ہیں، لہذا قبر پختہ و مستحکم کرنے کی چیز نہیں ہے۔ اسی بنیاد پر پتھر اور پختہ اینٹ کو

---

1۔ ان کا نام عبید اللہ بن محمد بن محمد عبیری ہے، یہ ابن بطہ کے نام سے معروف ہیں۔ یہ اپنے وقت کے امام، بہت نیک و صالح، لوگوں کے لئے نمونہ اور ایک مثالی شخصیت اور حنبلی فقیہ تھے۔ اہل سنت و الجماعت کے عقیدہ کے موضوع پر ان کی ایک مستند کتاب ”الإبانتہ عن شریعة الفرقة الناجیة“ بہت معروف ہے۔ 387ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی سوانح کے لئے دیکھئے ”تاریخ الاسلام“

(8/612) ناشر: دارالغرب الاسلامی

2۔ ”الإبانتہ الصغری“ ص 366

3۔ الأم، کتاب الجنائز باب ما یکون بعد الدفن

ایک ہی حکم میں رکھا جائے گا۔<sup>1</sup>

امام مالک کہتے ہیں: قبروں کی چونہ کاری، ان پر کچھ تعمیر کرنا اور قبروں پر تعمیر کے لئے پتھر کا استعمال میرے نزدیک مکروہ ہے۔<sup>2</sup>

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسی طرح قبروں کے اوپر تعمیر کئے گئے گنبدوں کو منہدم کرنا واجب ہے، اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر ان کی تعمیر ہوئی ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر کچھ تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے، لہذا جو تعمیر آپ کی نافرمانی اور مخالفت پر ہوئی ہو وہ ایک حرام تعمیر ہے اور وہ قطعی طور پر عاصب کی تعمیر کردہ چیز کے مقابلہ بدرجہ اولیٰ منہدم کئے جانے کی مستحق ہے۔<sup>3</sup>

شیخ علامہ صدیق حسن خان<sup>4</sup> فتوحی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحیح احادیث میں قبروں کو بلند کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ جو قبر بھی بلند یا نمایاں نظر آتی ہو وہ شرعی طور پر منکر کی قبیل سے ہے۔ مسلمانوں پر اس کا انکار کرنا اور اسے زمین کے برابر کرنا واجب ہے۔ اس معاملہ میں نبی اور غنیم اور نیک و بد کے درمیان فرق نہیں

1 مترطبی کی الجامع لأحكام القرآن، تفسیر سورة الكهف، آیت 21، معمولی اختصار کے ساتھ۔

2 المدونة (189/1)

3 إغاثة اللہفان (380/1)

4 وہ امام، علامہ، محقق، سنت کو زندہ کرنے والے اور بدعت کا قمع کرنے والے تھے، ان کی کنیت ابو الطیب، نام صدیق بن حسن بن علی لطف اللہ فتوحی ہے، انہوں نے ہند کے شہر بھوپال میں سکونت اختیار کی اور ریاست بھوپال کے امیر تھے۔ ان کی متعدد تالیفات = = ہیں، ان میں سے عقیدہ میں ان کی کتاب ”الدين الخالص“ اور ”قطف الثمر في بيان عقيدة أهل الأثر“ اور فقہ میں ”الروضة الندية شرح الدرر البهية“ معروف ہیں۔ ان کے علاوہ بھی تفسیر و حدیث کے فن میں ان کی متعدد کتابیں ہیں۔ 1307ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ یہ معلومات شیخ صدیق حسن خان کی کتاب ”قطف الثمر“ کے محقق ڈاکٹر عاصم بن عبد اللہ تریوتی کے مقدمہ سے معمولی حذف و اضافہ کے ساتھ ماخوذ ہیں۔ ناشر: عالم الکتب، لبنان۔

کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اکابر صحابہ کرام کی ایک جماعت کا انتقال ہوا لیکن ان کی قبریں بلند نہیں کی گئیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو نمایاں اور ابھری ہوئی قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے صحابہ کرام نے آپ کی قبر کو بلند نہیں کیا۔

علماء اور صلحاء اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کا وہی شعار ہو جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رہنمائی کی ہے۔ اور علماء و صلحاء کی قبروں کو اس بدعت کے ساتھ حنا کرنا ان کے علم و فضل کے منافی ہے۔ اگر وہ کلام کرنے کی حالت میں ہوتے تو اپنی قبروں پر بنی عمارت اور ان کی آرائش کو دیکھ کر ناخوش ہوتے۔ اور اس بات سے راضی نہ ہوتے کہ جو چیز دین میں بدعت اور ممنوع ہے وہ ان کا شعار و نشان بن جائے۔ اگر کوئی اپنی زندگی میں اس سے راضی و خوش ہتا مثلاً وہ شخص جو مرنے سے پہلے یہ وصیت کرتا ہے کہ اس کی قبر پر عمارت تعمیر کی جائے اور اسے آراستہ کیا جائے تو ایسا شخص صاحب فضل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص حقیقتاً عالم ہے تو اسے اس کا علم اس بات کے لئے ملامت کرے گا کہ اس کی قبر پر کوئی ایسی چیز ہو جو اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے برخلاف ہو۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے جہلاء طبقہ کے ذریعہ اختیار کی گئی قبروں کو پخت اور مسزین کرنے کی بدعت کتنی زیادہ قبیح ہے۔<sup>1</sup>

امام محمد بن اسماعیل صنعانی رحمہ اللہ قبروں پر تعمیر کے مظاہر کا انکار کرتے ہوئے اور یہ واضح کرتے ہوئے کہ اس منکر پر کچھ علماء کی حنا موٹی اس کا اقرار نہیں ہے، کہتے ہیں: ”ہر حنا موٹی رضامندی نہیں ہوتی ہے۔ قبروں پر تعمیر سے متعلق ان منکرات کو ان لوگوں نے ایجاد کیا جن کے ہاتھوں میں سیف و سنان ہتا۔ لوگوں کے حبان و مال اور ان کی عزتیں ان

1 الروضة الندية، کتاب الجنائز، معمولی اختصار و ترمیم کے ساتھ۔

حکمرانوں کے حکموں اور منرا مین کے تابع تھے۔ ایسی صورت حال میں کوئی شخص کیسے ان ظالم حکمرانوں کو ان منکرات سے باز رکھتا؟ قبروں پر تعمیر کئے ہوئے یہ گنبد اور مزار شرک و الحاد کا سب سے بڑا ذریعہ اور اسلام کی عمارت کو منہدم کرنے اور اس کی حبڑوں کو کھوکھلا کرنے کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں۔ ان مزاروں کو بنانے والے عام طور پر بادشاہ، امراء اور حکمران ہی ہیں جنہوں نے یا تو اپنے کسی رشتہ دار یا کسی ایسے شخص کی قبر پر مزارات تعمیر کئے ہیں جن کے بارے میں وہ حسن ظن رکھتے ہیں۔<sup>1</sup>

امام علامہ محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ نے ایک جگہ قبروں پر تعمیر کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ قبر کا آسمان کے نیچے کھلی جگہ پر ہونا ضروری ہے، اس کے اوپر کمرہ، گنبد یا مسجد وغیرہ بنا کر اسے ڈھکا نہیں جائے گا۔ وہ کہتے ہیں: ”یہ بات سب کو معلوم ہونی چاہئے کہ صحابہ کرام سے لے کر اب تک کے اول و آخر سب لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ قبروں کو بلند کرنا اور ان کے اوپر عمارت بنانا ایک ممنوعہ بدعت ہے۔ اسے انجہام دینے والے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت وعید وارد ہے۔ اس معاملہ میں مسلمانوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔“<sup>2</sup>

## قبروں پر تعمیر شدہ ماحد کے تعلق سے مسلمانوں کی ذمہ داری

گزشتہ بیانات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قبروں کو مسجدیں بنا لینا حرام و منکر عمل ہے۔ اور حسب فتدرت منکر کا ازالہ مسلمانوں کے اوپر واجب ہے؛ اس حکم میں عوام اور حکمران سب برابر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تم میں سے

1 تطہیر الاعتقاد عن أدران الحاد، ص 52-53، تحقیق: شیخ اسماعیل انصاری رحمہ اللہ

2 شرح الصدور فی تحریم القبور، ص 20، ناشر: دارالہجرۃ، صنعاء

جو شخص کوئی مسکر دیکھے تو وہ اپنے ہاتھوں سے اسے مٹا دے، اگر اس کی قدرت نہ ہو تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے برا سمجھے۔ یہ سب سے کمزور ترین ایمان ہے۔<sup>1</sup>

جب مسجد قبر سے پہلے سے موجود ہو تو قبر کھود کر میت کو وہاں سے قبرستان میں منتقل کرنا واجب ہے۔ اس طرح مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے محفوظ جگہ ہو جائے گی۔

جب قبر پہلے سے موجود ہو اور اس پر بعد میں مسجد بنائی گئی ہو تو پھر مسجد کو منہدم کر دینا واجب ہے، اس لئے کہ یہ مسجد تقویٰ کی بنیاد پر اللہ کی تعظیم کے لئے تعمیر نہیں کی گئی بلکہ اس میت کی تعظیم کے لئے تعمیر کی گئی، لہذا اسے منہدم کر دینا واجب ہے، اس لئے کہ جس چیز کی تعمیر غیر اللہ کے لئے ہوئی ہو اسے منہدم کر دینا مشروع ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی تعمیر کردہ مسجد ضرار کو منہدم کر دیا تھا، اس لئے کہ اللہ کے تقویٰ اور اس کی خوشنودی کی خاطر اس کی تعمیر نہیں ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے صاحب کی تعمیر اس لئے مشروع نہیں کی ہے کہ وہاں مردوں کی قبریں بنائی جائیں اور نہ قبریں صاحب بنانے کے لئے ہیں، لہذا ہر چیز کو اس کے شرعی استعمال اور علت کی طرف لوٹانا واجب ہے۔ واللہ اعلم

قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے اور قبروں کے اوپر صاحب تعمیر کرنے کے

### مفہم کا بیان

اوپر جو باتیں بیان کی جا چکی ہیں ان کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ قبروں کو سجدہ گاہیں بنا

1 صحیح مسلم (49) روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے۔



لینے یا ان پر صاحب تعمیر کرنے کی وجہ سے کئی طرح کے بڑے مفاسد جنم لیتے ہیں،  
مثلاً:

1- اس کا سب سے بڑا فساد و بگاڑ یہ ہے کہ شیطان قبر کے اوپر بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنے والے کو اس قبر کے اندر مدفون میت کو پکارنے، اس سے منریاد کرنے یا اس کے لئے نماز پڑھنے کے لئے ور عنلاتا ہے۔ یہ شرک اکبر ہے۔

2- شیطان نمازی کے دل میں ان صاحب میں عبادت کی فضیلت کا اعتقاد پیدا کرتا ہے جن میں مردوں کو دفن کیا گیا ہے جبکہ اس طرح کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ تین صاحب یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد بیت المقدس کو چھوڑ کر بقیہ تمام صاحب میں نماز پڑھنے کا اجر و ثواب یکساں ہے۔ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ مذکورہ تینوں فضیلت یافتہ صاحب کے علاوہ دوسری جگہوں پر نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے، اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف افتراء پر دازی کی۔

3- قبروں کو صاحب بنانے سے اللہ کی اس حکمت میں تحریف واقع ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس نے صاحب کی تعمیر کو مشروع کیا ہے، یعنی اللہ کی عبادت اور نماز کی ادائیگی۔ لوگ اس حکمت الہیہ میں تحریف کر کے صاحب کو مردوں کو دفن کرنے کی جگہ بنا لیتے ہیں۔

4- قبروں کو صاحب بنالینے کا محرک مردے کی تعظیم ہوتا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم۔ اس صورت میں بھی اس حکمت الہیہ میں تحریف کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اللہ نے صاحب کی تعمیر کو مشروع کیا ہے۔

5- قبروں کو صاحب بنالینے کی وجہ سے ان قبروں کے پاس پڑھی جانے والی نمازیں باطل ہو جاتی ہیں۔ اس طرح انسان کا عمل بیکار اور ضائع چلا جاتا ہے۔

6- قبروں کو مساجد بنانے میں یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہے اور یہ بذات خود حرام ہے۔ ان گمراہ قوموں کی مخالفت واجب ہے، نہ کہ ان کی متابعت۔

مذکورہ بالا ان تمام مفاسد کی وجہ سے شریعت نے قبروں کو مساجد بنانے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور قبروں پر مساجد کی تعمیر بدرجہ اولیٰ حرام ہے، لہذا قبرستانوں اور مساجد کا الگ الگ ہونا واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مساجد کی تعمیر کا حکم اس لئے نہیں دیا ہے کہ وہاں مردوں کو دفن کیا جائے اور نہ قبرستانوں کی جگہ حناص کرنے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ وہاں نماز پڑھی جائے بلکہ اللہ نے صرف عبادت کے لئے مساجد تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے اور صرف مردوں کی تدفین کے لئے قبرستانوں کو حناص کرنے کا حکم دیا ہے۔ واللہ اعلم

## فصل

### قبر پر اضافی مٹی ڈال کر اسے بلند کرنے کا حکم

آپ یہ بات جان لیجئے، اللہ آپ پر اور مجھ پر رحم فرمائے، کہ قبر پر اضافی مٹی ڈال کر اسے ایک بالشت سے زیادہ بلند کرنا ممنوع ہے، ایک بالشت کی احبازت اس لئے ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ قبر ہے تو روند کر یا اس پر بیٹھ کر اس کی بے حرمتی نہ کی جائے۔ اس ممانعت کی علت یہ ہے کہ قبر کو بلند کرنے میں قبر والے کی تعظیم کا پہلو ہوتا ہے۔ ایک بالشت<sup>1</sup> کے علاوہ پوری قبر زمین کے برابر کر دینا واجب ہے۔ قبر کی مٹی کو بلند کرنے کی ممانعت کے تعلق سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعدد آثار وارد ہیں، مثلاً:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب خلافت کی باگ ڈور علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی تو انہوں نے ابو الہیاج اسدی کو جو ان کے محافظ دستے کے سربراہ تھے، قبروں پر تعمیر کی گئی عمارتوں کو منہدم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابو الہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تم کو اس مہم پر روانہ نہ کروں جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روانہ فرمایا تھا؟ یعنی تمہیں جو بھی مجسمہ ملے اسے مسخ کر دینا اور جو بھی بلند قبر ملے اسے زمین کے برابر کر دینا۔<sup>2</sup>

محترم و تاریخین! یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجسموں کو مسخ کر دینے اور بلند قبروں کو زمین کے برابر کر دینے کا حکم دیا، اس لئے کہ یہ دونوں چیزیں غیر اللہ کی عبادت کا سبب بن سکتی ہیں۔ و لا حول و لا قوة إلا باللہ العظیم

1 ایک بالشت کی تخصیص کی دلیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

2 صحیح مسلم (969)

حباب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے اوپر کچھ تعمیر کرنے یا اس پر اضافی مٹی ڈالنے یا اس کی چونہ کاری کرنے سے منع کیا ہے۔ راوی سلیمان بن موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ قبر کے اوپر کچھ لکھنے کی ممانعت کی ہے۔<sup>1</sup>

ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سرزمین روم میں ”رودس 2“ کے مقام پر فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، وہاں ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا تو فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے ان کی قبر کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔<sup>3</sup>

عبداللہ بن شریحیل کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عثمان رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور تمام قبروں کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیا تو انہیں برابر کر دیا گیا سوائے عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام عمرو کی قبر کے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یہ کونسی قبر ہے جسے برابر نہیں کیا گیا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ام عمرو کی قبر ہے۔ انہوں نے اس قبر کو بھی برابر کرنے کا حکم دیا۔<sup>4</sup>

ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کی روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب تم لوگوں کو

1 سنن ابی داؤد (3226) سنن نسائی (2026) روایت کے الفاظ سنن نسائی کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

2 رودس بحر شام کے وسط میں ایک جزیرہ ہے جسے مسلمانوں نے 53ھ میں فتح کیا تھا۔ دیکھئے معجم البلدان مادة ”أفسرنجب“

3 صحیح مسلم (968)

4 مصنف ابن ابی شیبہ (11795) شیخ البانی نے تحذیر الساجد، ص 88 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

دیکھو کہ انہوں نے مسردہ کو دفن کرنے کے بعد کوئی ایسی نئی بات پیدا کر دی ہے جو مسلمانوں کی قبروں میں نہیں ہوتی ہیں تو تم اسے مسلمانوں کی قبروں کی طرح برابر کر دو۔<sup>1</sup>

معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: قبروں کو زمین کے برابر کرنا سنت ہے۔ یہود و نصاریٰ نے اپنے مسردوں کی قبروں کو بلند کیا، تم لوگ ان کی مشابہت اختیار نہ کرو۔<sup>2</sup>

شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے: مجھے یہ بات پسند ہے کہ قبر پر دوسری جگہ کی اضافی مٹی نہ ڈالی جائے۔ قبر کے صرف ایک بالشت حصہ کو زمین سے بلند رکھا جائے۔<sup>3</sup>

یہ بات گزر چکی ہے کہ قبروں کو بلند کرنے کی ممانعت میں انہیں کوہان نما بنانا شامل نہیں ہے، یعنی انہیں ایک بالشت کے بقدر کوہان کی طرح بلند رکھنا تاکہ معلوم ہو کہ یہ قبر ہے اور اس کی وجہ سے نہ کوئی اس پر بیٹھے، نہ اسے رونداجائے اور نہ اسے دوسری مرتبہ کھوداجائے۔

فطرطبی رحمہ اللہ کا قول ہے: قبر کو کوہان کی طرح رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک بالشت کے بقدر اس کے حصہ کو بلند رکھا جائے۔ لفظ ”تسبیم“ سنام البعیر (اونٹ کے کوہان) سے ماخوذ ہے۔<sup>4</sup>

قبر کے ایک بالشت حصہ کو کوہان نما رکھنے کے جواز کے تعلق سے سلف صالحین سے متعدد آثار وارد ہیں۔ ان میں سے ایک بخاری کی نقل کردہ سفیان ثمار کی روایت ہے کہ

1 مصنف ابن ابی شیبہ (11796)

2 طبرانی کی المعجم الکبیر (19/352) اس کا ابتدائی حصہ مصنف ابن ابی شیبہ (11797) میں منقول ہے۔

3 الأم، کتاب الجنائز باب ما یكون بعد الدفن، اختصار کے ساتھ

4 فطرطبی کی الجامع لأحكام القرآن، تفسیر سورۃ الکہف، آیت نمبر 21، معمولی اختصار کے ساتھ

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کوہان نما دیکھا۔<sup>1</sup>

ابن ابی شیبہ نے سفیان ثمار کا یہ قول نقل کیا ہے: میں اس گھر میں داخل ہوا جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبر کو کوہان نما دیکھا۔<sup>2</sup>

ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے: میں نے شہدائے احد کی قبریں دیکھیں، وہ آپس میں متریب متریب اور کوہان نما تھیں۔<sup>3</sup>

ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے ابو میمون کی روایت نقل کی ہے، وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اپنی قبر کو چار انگلیوں کے بقدر بلند رکھنے کی وصیت کی تھی۔<sup>4</sup>

شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے: مجھے قبر کو زیادہ بلند کرنا پسند نہیں ہے، صرف اتنی مقدار بلند رکھی جائے جس سے پتہ چلے کہ یہ قبر ہے تاکہ نہ اسے رونداجائے اور نہ کوئی اس پر بیٹھے۔<sup>5</sup>

ابن تدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: قبر کے صرف تھوڑے سے حصہ کو بلند رکھنا مستحب ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ تمہیں جو بھی مجسمہ ملے اسے مسخ کر دینا اور جو بھی اونچی قبر ملے اسے زمین کے برابر کر دینا۔ امام مسلم وغیرہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اس کے بعد ابن تدامہ کہتے ہیں: قبر کو کوہان

1 صحیح بخاری (1390)

2 مصنف ابن ابی شیبہ (11733)

3 مصنف ابن ابی شیبہ (11735)

4 مصنف ابن ابی شیبہ (11746)

5 سنن ترمذی (367/3)

نما بنانا اسے مسطح بنانے سے افضل ہے۔ مالک، ابو حنیفہ اور ثوری اسی کے متائل ہیں۔<sup>1</sup>

اگر یہ سوال کیا جائے کہ میت کی قبر کے اندرونی حصہ کے تعلق سے مشروع کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں مشروع یہ ہے کہ میت کو کچی اینٹوں سے ڈھک دیا جائے، پھر قبر پر مٹی ڈالی جائے اور اس کا تھوڑا سا حصہ بلند رکھا جائے تاکہ پتہ چلے کہ یہ قبر ہے۔<sup>2</sup>

قبروں پر مٹی کالیپ چڑھانا یا تدفین کے بعد قبر کے اوپر پانی چھڑکنے کو بلند کرنا نہیں ہے، اس لئے کہ یہ کام قبر کے کوہان نما حصہ کو باقی رکھنے کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ قبر ہے تو نہ اسے رونداجائے اور نہ کوئی اس کے اوپر بیٹھے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے حسن بصری کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ قبر کے اوپر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔<sup>3</sup> انہوں نے اپنی سند سے ابو جعفر کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ قبر کے اوپر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔<sup>4</sup>

ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کچھ اہل علم جن میں حسن بصری بھی ہیں، نے قبروں پر مٹی کا لیپ چڑھانے کی اجازت دی ہے۔ شافعی کے بقول: قبر پر مٹی کالیپ چڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔<sup>5</sup>

1 المغنی، کتاب الجنائز (3/435-437)

2 مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: شیخ البانی رحمہ اللہ کی ”کتاب الجنائز“

3 المصنف (12055)

4 المصنف (12056)

5 ترمذی نے اپنی سنن میں حباب رضی اللہ عنہ کی حدیث (1052) کو نقل کرنے کے بعد یہ

بات کہی ہے۔

## فصل

### قبروں پر چپراغ جبلانے کا حکم

قبروں پر چپراغ جبلانا اور قتمے وغیرہ روشن کرنا ان کی تعظیم کا حصہ ہے۔ قبروں پر چپراغ جبلانے والے مردہ کی تعظیم کے مقصد سے یہ کام کرتے ہیں تاکہ اس کی قبر تاریک نہ رہے۔ یہ عملو ہے جس کی شریعت میں مذمت کی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام میں سے کسی نے وفات سے قبل اپنی قبر کو روشن کرنے کی وصیت نہیں کی تھی۔ اگر یہ کام مشروع ہوتا تو وہ لوگ اس کے زیادہ مستحق تھے۔

قبروں پر چپراغ جبلانا ایسے کام میں اپنے مال کو حشرچ کرنا ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ کا قول ہے: قبروں پر چپراغ روشن کرنا حائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں بلا فائدہ مال کا ضیاع ہے اور اس میں قبروں کی ایسی تعظیم کا پہلو ہے جو بتوں کی تعظیم کے مشابہ ہے۔<sup>1</sup>

ابن حجر ہیتمی<sup>2</sup> رحمہ اللہ نے قبروں پر چپراغ جبلانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب ”الزواجر عن اقتراف الكبائر“ میں لکھتے ہیں: ایک سو اکیسواں، ایک سو بائیسواں اور ایک سو تیسواں کبیرہ گناہ: قبروں کو صاحب بن لینا یا قبروں پر چپراغ روشن کرنا، عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا اور عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا ہے۔

1 المغنی (3/440-441) اختصار کے ساتھ

2 ان کا نام احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی شافعی ہے، یہ شافعی مسلک کے فقیہ اور صوفی تھے۔ یہ مکہ آئے اور وہیں بس گئے، یہاں تک کہ 973ھ میں انتقال کر گئے۔ ان کی سوانح کے لئے دیکھئے: ابن عماد عبدالحی بن احمد العکری الدمشقی کی کتاب ”شذرات الذهب فی أخبار من ذهب“ ناشر: دار ابن کثیر، دمشق



## فائدہ

پیچھے اس بات سے آگاہ کیا جا چکا ہے کہ حدیث نبوی: ”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور و المتخذین علیہا المساجد و السرج“<sup>1</sup> (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں، قبروں کو مساجد بنالینے والوں اور قبروں پر چسراغ جلائے والوں پر لعنت کی ہے۔) یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”سلسلة الأحادیث الضعیفة“ رقم (225، 525) میں ثابت کیا ہے۔ البتہ اس حکم سے حدیث کا ایک لفظ ”السرج“ مستثنیٰ ہے، شیخ البانی نے صراحت کی ہے کہ یہ اضافہ ضعیف ہے۔ شیخ مقبل بن ہادی وادعی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث میں ”السرج“ کے اضافہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ انہوں نے ذاتی طور پر میرے لئے تحریر کردہ فائدہ میں کہا ہے: ”قبروں پر چسراغ جلائے والوں پر لعنت کرنے سے متعلق حدیث ضعیف ہے، اس لئے کہ اس کی سند میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مولیٰ (آزاد کردہ عنلام) ابو صالح جن کا نام باذام یا باذان ہے، ضعیف راوی ہیں۔ لیکن قبروں پر چسراغ جلائے عمت ہے، اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ کام نہیں ہوتا تھا۔“

اگر یہ کہا جائے کہ رات کے وقت تدفین کی صورت میں راستہ اور تدفین کی جگہ کو دیکھنے کے لئے چسراغ جلائے یا روشنی کا انتظام کرنے کا کیا حکم ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت حال میں چسراغ جلائے یا روشنی کا انتظام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تدفین کرنے والے چسراغ یا روشنی لے کر جائیں اور تدفین سے فاصلہ ہونے کے بعد اسے اپنے ساتھ واپس لے آئیں۔<sup>2</sup>

1 سنن ابی داؤد (3236) سنن ترمذی (320) سنن نسائی (2042) مسند احمد (1/229) روایت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔

2 دیکھئے: شیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ کی کتاب ”القول المفید علی کتاب التوحید“ (1/429) ناشر: دار ابن الجوزی، دمام

## فصل

### قبروں کی تعظیم کی مختلف شکلیں

آج کل قبروں کی تعظیم کی مختلف صورتیں نظر آتی ہیں، مثلاً ان کے اوپر پردے ڈالنا، اس کے پاس فتالین اور سنگ مرمر بچھانا، قبر کے لئے مخصوص قسم کا کپڑا تیار کرنا، قبروں کو خوشبوؤں سے معطر کرنا، ان کے دروازوں پر محاورین، دربان اور حناص قسم کے پہرے دار بٹھانا، قبر کے لئے حبالی یا کھڑکی بنانا جس سے لوگ قبر کو دیکھتے ہیں۔ یہ سارے کام اللہ کے دین میں نئی بدعات کی ایجاد ہیں جن کی تاکید و تعظیم کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کہیں نہیں ملتی ہے۔ شیخ علی بن محمد سعید سویدی شافعی<sup>1</sup> رحمہ اللہ اپنی کتاب ”العقد الثمین فی بیان مسائل الدین“ میں قبروں کے پاس کئے جانے والے کاموں پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ قبروں کو ہر چیز سے زیادہ بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے اوپر قرآن مجید کی آیات لکھتے ہیں، ان قبروں کے لئے صندل کی لکڑی یا ہاتھی کے دانت کے تابوت تیار کرتے ہیں، قبروں کے اوپر حناص سونے اور چاندی حبڑے ہوئے ریشمی پردے رکھتے ہیں، اس سے بھی انہیں تشفی نہیں ہوتی تو قبروں کے چاروں طرف چاندی کی کھڑکیاں لگاتے ہیں، ان پر سونے کی قندیلیں لٹکاتے ہیں، قبروں کے اوپر سونے یا منقش شیشے کا گنبد بناتے ہیں، اس کے دروازے کو سجاتے ہیں، ان دروازوں کے لئے چوروں سے حفاظت کی خاطر چاندی وغیرہ کے تالے بنواتے ہیں۔ یہ سارے کام رسولوں کے لئے ہوئے دین کے برخلاف ہیں اور اللہ و اس کے رسول کے ساتھ عین دشمنی و عداوت کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگر یہ اللہ اور اس کے رسول کے متبعین میں سے

1 ان کا پورا نام ابوالعالی علی بن محمد سعید سویدی بغدادی عباسی ہے۔ یہ ایک محدث و مورخ گزرے ہیں۔ ”الکوکب المنیر فی شرح المناوی الصغیر“ اور ”العقد الثمین فی مسائل الدین“ وغیرہ ان کی تالیفات ہیں۔ 1237ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی سوانح کے لئے دیکھئے ”معجم المؤلفین“ (2/506) ناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت

ہوتے تو یہ غور کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کیا کرتے تھے جبکہ وہ اس امت میں سب سے افضل تھے۔ نیز یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر غور کرتے کہ صحابہ کرام نے کتنی سادگی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کی تھی۔<sup>1</sup>

شیخ حسین بن محمد معمری<sup>2</sup> رحمہ اللہ اپنی کتاب ”البدر التام شرح بلوغ المرام“ میں رقمطراز ہیں: ”وہ احادیث جن میں قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر لعنت کی گئی ہے اور ایسی قبروں کو بت اور غیر اللہ کی پرستش کے مقدمات سے تشبیہ دی گئی ہے، مثلاً یہ حدیث ”لا تجعلوا قبری و ثنا یبعد من دون اللہ“ (میری قبر کو بت اور استھان بنا لینا اللہ کو چھوڑ کر جس کی عبادت کی جاتی ہے۔) ان احادیث سے قبروں کے اوپر عمارت بنانے، ان کی تزئین کاری، چوہ نہ کاری، وہاں پر خوبصورت و آراستہ صندوق رکھنے، قبروں کے اوپر اور ان کی فضا میں پردے لٹکانے اور قبر کی دیوار کو برکت کے لئے چھونے کی حرمت معلوم ہوتی ہے۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ اور جہالت و ناواقفیت کے عام ہونے کی وجہ سے یہی سارے کام لوگوں کو اس بت پرستی تک پہنچا دیتے ہیں جس میں پچھلی قومیں ملوث ہو چکی ہیں۔

1 بحوالہ ”الشرك و وسائل عند أئمة الشافعية“ المبحث الثالث: وسائل الشرك التي حذر منها علماء الشافعية، مؤلف: ڈاکٹر محمد بن عبد الرحمن الخمیس

2 شیخ حسین گیارہویں صدی ہجری کے علمائے یمن میں سے ہیں۔ معمری یمن سے تعلق ہونے کی وجہ سے ان کو ”المغربی“ کہا جاتا ہے ورنہ وہ اصلاً یمنی ہیں اور یمن ہی میں ان کی نش و نما ہوئی۔ انہوں نے متعدد علمائے یمن کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔ حصول علم سے فراغت کے بعد قضاء و تدریس کے میدان میں خدمت انجام دی۔ انہوں نے اپنی کتاب ”البدر التام“ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ”بلوغ المرام“ کی شرح کی۔ بعد میں صنعانی رحمہ اللہ نے اپنی مطول شرح ”سبل السلام“ کی تالیف میں اس پر اعتماد کیا۔ شیخ حسین رحمہ اللہ نے 1119ھ میں وفات پائی۔ یہ سطور ”البدر التام“ کے محقق علی بن عبد اللہ زین کی تحریر کردہ سوانح سے معمولی حذف و اضافہ کے ساتھ ماخوذ ہیں۔ ان کی تفصیلی سوانح کے لئے دیکھئے: محمد بن محمد بن یحییٰ زبارة حنی یمنی صنعانی رحمہ اللہ کی کتاب ”نشر العرف لبلاء الیمن بعد الألف“

اسی لئے اسلام میں ان تمام کاموں سے بالکل منع کیا گیا ہے تاکہ فساد عقیدہ کا سبب بننے والے ان وسائل و ذرائع کا وجود ہی باقی نہ رہے۔ اسلام میں حصول منفعت اور دفع مضرت کا جو شرعی حکم ہے، یہ اقدام اس کے حسب حال بھی ہے، چاہے قبروں کو بذات خود نفع و نقصان کا ذریعہ سمجھ لیا گیا ہو یا آگے چل کر اس میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔<sup>1</sup>

## قبروں کی اہانت کی صورتیں

اسلام و سطیت اور اعتدال پر قائم دین ہے۔ اسلام نے جہاں قبروں کی تعظیم سے منع کیا ہے اسی طرح اس نے قبروں کی اہانت سے بھی روکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”و کذلک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیداً“<sup>2</sup> (ترجمہ: ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہو جائیں۔)

قبروں کی اہانت کی پانچ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی صورت: قبر پر بیٹھنا یا اسے روندنا، اس کی ممانعت کی دلیل مرشد عننوی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم لوگ قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔“<sup>3</sup> نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے: تم میں سے کوئی انگارے پر بیٹھ جائے اور وہ اس کے کپڑے کو جلاتے

1 البدر النام (4/232-233) تحقیق: علی بن عبد اللہ الزین، معمولی حذف و اضافہ کے ساتھ

2 سورة البقرة: 143

3 صحیح مسلم (972) سنن ابی داؤد (3229) سنن ترمذی (1050) سنن نسائی (759) کی روایت میں یہ

الفاظ آئے ہیں: تم لوگ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے اوپر بیٹھو۔ مسند احمد (4/135) کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: تم لوگ قبروں کے اوپر نہ بیٹھو اور نہ ان پر نماز

پڑھو۔

ہوئے اس کی کھال تک پہنچ جائے یہ اس کے لئے قبر کے اوپر بیٹھنے سے بہتر ہے۔<sup>1</sup>  
ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ اس کے لئے قبر کو روندنے سے بہتر ہے۔<sup>2</sup>

حباب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی  
چونہ کاری کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر کچھ تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔<sup>3</sup>

دوسری صورت: جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلنا، اس کی ممانعت کی دلیل  
بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ایک شخص کو قبروں کے درمیان جوتے پہن کر چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے جوتے والے!  
اپنے جوتے اتار دو۔<sup>4</sup>

قبرستان میں قبروں سے دور ہٹ کر ان جگہوں میں جہاں ابھی قبریں نہیں  
کھودی گئی ہیں، یا قبرستان میں چلنے کے لئے بنائے گئے راستہ پر جوتے پہن کر چلنے میں کوئی  
حرج نہیں ہے۔ قبروں کے درمیان جوتے پہن کر چلنا حرام ہے۔

تیسری صورت: قبرستان میں قضائے حاجت کرنا، اس کی ممانعت کی  
دلیل عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا: میں انگارے یا تلوار پر چپلوں یا میں اپنے پاؤں سے اپنے جوتے ٹانگوں یہ مجھے اس سے  
زیادہ گوارا ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چپلوں۔ اور قبروں کے بیچ میں قضائے حاجت

1 صحیح مسلم (971)

2 مسند احمد (2/528) مسند احمد کے محقق نے اس روایت کو صحیح و مترادف دیا ہے۔

3 اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

4 سنن ابی داؤد (3230) سنن نسائی (2048) سنن ابن ماجہ (1568) مسند احمد (5/83) ہے۔ الفاظ

مسند احمد کے ہیں، یہ روایت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ شیخ البانی  
نے صحیح ابی داؤد میں اسے حسن و مترادف دیا ہے۔

کروں یا بازار کے بیچ، اس کی مجھے پرواہ نہیں 1۔ (یعنی دونوں میں کوئی منسوق نہیں ہے)

ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے: قبرستان کے اندر وہ پیشاب پانچا نہ نہیں کرے گا۔ 2

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسلمان کی قبر کو حرمت حاصل ہے جیسا کہ سنت نبوی سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ وہ مسلمان مردہ کا گھر ہے، لہذا اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ قبر کے اوپر نہ تو نجاستیں ڈالی جائیں گی، نہ اس پر پاؤں رکھا جائے گا، نہ اسے روندنا جائے گا، نہ اس پر ٹیک لگایا جائے گا۔ یہی ہمارا اور جمہور علماء کا موقف ہے، نہ قبروں کے پاس بری بات کی جائے گی نہ برے کام کئے جائیں گے جن سے مردے کو اذیت ہو۔ قبر کے پاس صاحب قبر کو سلام کرنا اور اس کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ مردہ جتنا زیادہ افضل ہوگا اس کا سلام و دعا کا حق اتنا ہی زیادہ موکد ہوگا۔ 3

چوتھی صورت: مردہ کی قبر کو اکھاڑنا، اس کی حرمت کی دلیل مالک کی نقل کردہ روایت ہے کہ انہوں نے عمرہ بنت عبد الرحمن کو یہ کہتے ہوئے سنا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردہ کی قبر اکھاڑنے والے مرد و عورت پر لعنت کی ہے۔“ 4

قبر اکھاڑنے کی ممانعت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے مردہ کی

---

1 سنن ابن ماجہ (1577) مصنف ابن ابی شیبہ (11773) شیخ البانی نے إرواء الغلیل (63) میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

2 مصنف ابن ابی شیبہ (11779)

3 اقتضاء الصراط المستقیم (2/665)

4 اسے مالک نے کتاب الجنائز باب ما جاء فی الاختفاء میں نقل کیا ہے، روایت کے الفاظ ان ہی کے ہیں۔ نیز بیہقی نے السنن الکبریٰ (270/8) عبد الرزاق نے المصنف (10/215) میں نقل کیا ہے۔ بیہقی نے السنن الکبریٰ (270/8) میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردہ کی قبر اکھاڑنے والے مرد و عورت پر لعنت کی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الصحیحۃ (2148) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ہڈی کو توڑنے کی نوبت آسکتی ہے۔ اور مردہ کی ہڈی کو توڑنا حرام ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مردہ حالت میں مومن کی ہڈی کو توڑنا زندہ حالت میں اس کی ہڈی کو توڑنے کی طرح ہے۔<sup>1</sup>

لیکن میت جب بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جائے جیسا کہ قدیم قبرستانوں میں ہوتا ہے تو اس صورت میں پرانے مردہ کی قبر اکھاڑ کر اس کی ہڈیوں کو الگ ہٹا کر دوسرے مردہ کو اس میں دفن کرنا جائز ہے۔ لیکن ایسا کرنا اس صورت میں صحیح ہے جبکہ شہر کی آراضی تنگ ہو جانے کی وجہ سے اس کی ضرورت ہو۔

پانچویں صورت: مردے کو گالی دینا، مردے کو گالی دینے کی ممانعت کے تعلق سے بہت سی احادیث اور آثار وارد ہیں۔ ان میں سے ایک عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مردوں کو گالی نہ دو، اس لئے کہ وہ اس انجام تک پہنچ چکے ہیں جسے انہوں نے اپنے اعمال کی شکل میں پیش کیا تھا۔<sup>2</sup>

ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے: تم لوگ صرف خیر و بھلائی کے ساتھ اپنے مردوں کا تذکرہ کرو۔<sup>3</sup>

ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے: مردہ کو گالی دینے والا ہلاکت کے گڈھے میں جھانکنے والے کی طرح ہے یعنی ہلاکت کی طرف قدم بڑھانے والے کی طرح ہے۔<sup>4</sup>

1 اسے امام احمد (58/6) اور ابو داؤد (3207) نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، الفاظ مسند احمد کے ہیں۔ شیخ البانی نے ”صحیح ابی داؤد“ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

2 صحیح بخاری (1393)

3 المصنف (11989)

4 المصنف (11988)

## فائدہ

آپ یہ بات جان لیں، اللہ آپ پر رحم کرے، کہ جن جگہوں پر نماز پڑھنے کی ممانعت ہے، وہ صرف قبرستانوں اور ان مساجد تک محدود نہیں ہیں جن میں قبریں موجود ہوں، بلکہ ان کے علاوہ بھی کئی ایسی جگہیں ہیں جہاں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ البتہ قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی حرمت زیادہ شدید ہے، کیونکہ اس میں قبر کے اندر مدفون میت سے تعلق استوار کرنے کی حیرانی پائی جاتی ہے۔ ان معتمات کا تذکرہ طویل ہے جہاں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے، لیکن ہم یہاں اختصار کے ساتھ انہیں بیان کر رہے ہیں: 1۔ ان جگہوں پر نماز پڑھنے کی ممانعت ہے جہاں گمراہ قوموں پر عذاب آیا اور انہیں زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بابل میں عذاب کی جگہ سے گزرے تو انہوں نے وہاں نماز نہیں پڑھی۔ 2۔

2۔ گندگی کی جگہیں جو عموماً پاک و صاف نہیں ہوتیں وہاں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ مثلاً حمام اور کوڑا ڈالنے کی جگہ۔ حمام میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی دلیل ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کا تذکرہ کتاب کے شروع میں آچکا ہے۔ کوڑا ڈالنے کی

1۔ شیخ محمد امین بن محمد مختار شمشیطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الأضواء“ میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”و لقد كذب أصحاب الحجر المرسلين“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ نیز شیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الثر المستطاب في فقه السنة و الكتاب“ میں ان دس معتمات کی وضاحت کرتے ہوئے جہاں نماز پڑھنا ممنوع ہے، بہت عمدہ بحث کی ہے۔ یہ بحث مذکورہ کتاب میں ساٹھ صفحات (1/357-416) پر مشتمل ہے۔ جسے اس مسئلہ میں تفصیل درکار ہو وہ اس کتاب کے مذکورہ صفحات کا مطالعہ کرے۔

2۔ اسے ابن ابی شیبہ نے المصنف، کتاب الصلاة باب في الصلاة في الموضع الذي قد خسف به میں اور عبد الرزاق نے المصنف، کتاب الصلاة باب في المكان الذي فيه العقوبة میں نقل کیا ہے۔



جگہ کو حمام پر قیاس کیا گیا ہے۔

3- ان گرجا گھروں میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے جن میں مجسمے موجود ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: ہم تمہارے گرجا گھروں کے اندر داخل نہیں ہوں گے کیونکہ وہاں تصویریں یعنی مجسمے ہیں۔<sup>1</sup>

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس گرجا گھر میں نماز پڑھنے کو مسکروہ قرار دیتے تھے جس میں مجسمے ہوں۔<sup>2</sup> نصاریٰ کے عبادت خانے ”کنائس“ اور یہود کے عبادت خانے ”بیت“ کہلاتے ہیں۔

4- اونٹ کے باڑے میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ آپ سے ایک شخص نے دریافت کیا: کیا میں اونٹ کے باڑے میں نماز پڑھ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔<sup>3</sup>

5- ایسی جگہ نماز پڑھنا بھی ممنوع ہے جس میں کفار کی نماز و عبادت کے ساتھ مشابہت ہوتی ہو، مثلاً مجسمہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا، اگرچہ وہ مجسمے گرجا گھروں کے باہر ہی کیوں نہ ہوں اور آگ و غیرہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا بھی ممنوع ہے۔ یہ بات بہت واضح ہے کہ عبادت میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا سب سے بدترین مشابہت ہے۔

1 اے عبدالرزاق نے المصنف، کتاب الصلاة باب الصلاة في البيعة میں نقل کیا ہے۔

2 مرجع سابق

3 صحیح مسلم (360)

## حنا تم

خلاصہ کلام یہ کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنا اور قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنا حرام ہے۔ شرعی نصوص اس حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی طرح قبروں پر حجرے اور تابوت بنانا بھی حرام ہے، اس لئے کہ یہ ان قبروں کے معاملہ میں عنلو اور ان کی تعظیم کا ذریعہ ہے جس کے بعد لوگ ان قبروں کو عبادت اور نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیتے ہیں۔ گزشتہ قومیں اس بے راہ روی کا شکار ہو چکی ہیں۔ صاحب اور قبرستانوں کا الگ الگ زمینوں پر ہونا ضروری ہے۔ صاحب کی تعمیر اس لئے نہیں ہوئی ہے کہ وہاں مردوں کو دفن کیا جائے اور نہ قبریں اس لئے بنتی ہیں کہ انہیں سجدہ گاہ بنا لیا جائے۔ واللہ اعلم، والحمد لله أولا و آخراً و صلى الله على نبينا محمد و على آله و صحبه وسلم تسليماً كثيراً

ان سطور کے ساتھ یہ رسالہ مکمل ہوا والحمد لله أولا و آخراً و لا حول و لا قوة إلا بالله تعالى

تخیر کردہ:

ماجد بن سلیمان الرسی

# اہم مصادر و مراجع

- 1- مسند أبي داؤد الطيالسي، تحقيق: دكتور محمد بن عبدالمحسن التركي، ناشر: دار هجر، مصر
- 2- الكتاب المصنف في الأحاديث و الآثار، عبد اللہ بن أبي شيب، تحقيق: محمد عبد السلام شاميين، ناشر: مكتبة دار الباز، مكة
- 3- مصنف عبد الرزاق، تحقيق: حبيب الرحمن اعظمي، ناشر: المكتب الإسلامي، بيروت
- 4- فتح الباري، ابن رجب حنبلي، ناشر: مكتبة الغرباء الأثرية، المدينة المنورة
- 5- الأوسط في السنن و الإجماع و الاختلاف، محمد بن إبراهيم بن منذ نيسا پوری، تحقيق: محققين کی ایک جماعت، ناشر: دار الفلاح، مصر
- 6- فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، اسماعيل بن اسحاق تاضي، تحقيق: محمد ناصر الدين الباني، ناشر: المكتب الإسلامي، بيروت
- 7- الإبانة الصغرى، ابن بطة العكبري، تحقيق: ڈاکٹر رضا بن لغسان معطي، ناشر: مكتبة العلوم و الحكم، المدينة
- 8- الأمر بالاتباع و النهي عن الابتداع، جلال الدين سيوطي، تحقيق: مشهور حسن سلمان، ناشر: دار ابن القيم، دمام
- 9- اقتضاء الصراط المستقيم، ابن تيمية، تحقيق: ڈاکٹر ناصر عقل، طباعت پنجم، ناشر: مكتبة الرشد، رياض
- 10- الاستغاثة في الرد على البكري، ابن تيمية، تحقيق: عبد اللہ سهلي، طباعت اول، ناشر: مدار الوطن، مصر
- 11- إعلام الموقعين عن رب العالمين، ابن قيم جوزي، تحقيق: محمد معتصم باللہ بغدادی، ناشر: دار الكتاب العربي، لبنان
- 12- إغاثة اللفغان في مصادب الشيطان، ابن قيم جوزي، تحقيق: محمد عزيز شمس، ناشر: دار عالم الفوائد، مكة

- 13-الشرك و وسائله عند أئمة الشافعية، دكتور محمد بن عبد الرحمن خميس، ناشر: مدار الوطن، الرياض
- 14-شرح الصدور بتحريم رفع القبور، محمد بن علي شوكاني، تحقيق: محمد صبحي بن حلاق، طباعت اول، ناشر: دار الهجرة، بين
- 15-شفاء الصدور في زيارة المشاهد و القبور، مرعي بن يوسف كرمي حنبلي، ناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة
- 16-تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد، محمد ناصر الدين الباني، طباعت چهارم، ناشر: المكتب الإسلامي، بيروت
- 17-دمعة على التوحيد، مقال: حقيقة القبورية و أثرها في واقع الأمة، ناشر: المنتدى الإسلامي، لندن
- 18-التمهيد لما في الموطأ من المعاني و الأسانيد، ابن عبد البر مالكي، تحقيق: أسامة بن إبراهيم، ناشر: الفاروق الحديثة للطباعة و النشر، مصر
- 19-المغني، ابن تدامة مقدرسي، تحقيق: دكتور عبد الله التركي، دكتور عبد الفتاح حلوه، ناشر: دار هجر، مصر
- 20-زاد المعاد في هدى خير العباد، ابن قيم جوزي، تحقيق: عبد القادر ارناؤوط، شعيب ارناؤوط، ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت
- 21-الجنائز، محمد ناصر الدين الباني، سن طباعت 1112هـ، ناشر: مكتبة المعارف، الرياض
- 22-وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، نور الدين علي بن احمد سمهودي، ناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت

## فهرست عناوين

☆مقدم

☆ فصل - مسجد کا معنی و مفہوم

☆ قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لینے کا مطلب

☆ قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لینے والوں کا قبروں کے ساتھ رویہ

☆ فصل - قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت کی علت کا بیان

☆ فصل - قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے کی ممانعت کے دلائل

☆ خلاصہ

☆ فصل - قبروں کے پاس نماز پڑھنے کے حکم کے بارے میں ائمہ اسلام کے اقوال

☆ قبروں کو صاحب بنانے کی صورتیں

☆ قبروں کو مسجدیں بنانا ہر صورت حرام ہے چاہے قبر نمازی کے آس پاس جہاں پر بھی واقع ہو

☆ فصل - قبروں کے پاس نماز پڑھنے کا حکم، یہ نماز صحیح ہوگی یا باطل؟

\* ایک استثناء

☆ ایک شبہ اور اس کا جواب

☆ قبروں پر مسجدیں بنانے کا مسئلہ

☆ فصل - قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنے کی ممانعت سے متعلق دلائل

☆ فصل - قبروں پر مسجد کی تعمیر چاروں مالک میں حرام ہے، اس کی

حرمت پر علماء کا اجماع ہے

\* احناف کا مسلک

\* مالکیہ کا مسلک

\* شافعیہ کا مسلک

\* حنبلیہ کا مسلک

☆ چند شبہات اور ان کے جوابات

☆ فصل۔ قبروں پر گنبد اور حجرے وغیرہ بنانے کا حکم

☆ قبروں پر عمارت بنانے کی ممانعت کے دلائل

☆ قبروں پر تعمیر شدہ مساجد کے تعلق سے مسلمانوں کی ذمہ داری

☆ قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے اور قبروں کے اوپر مساجد تعمیر کرنے کے مفاسد کا بیان

☆ فصل۔ قبر پر اضافی مٹی ڈال کر اسے بلند کرنے کا حکم

☆ فصل۔ قبروں پر چراغ جلائے کا حکم

☆ فصل۔ قبروں کی تعظیم کی مختلف شکلیں

☆ قبروں کی اہانت کی صورتیں

☆ فائدہ

☆ خاتمہ